اسلامیات

(جماعت ہشتم)

(پیکج ای)

نظامت برائے خواندگی وغیر رسمی تعلیم
نظامت برائے نصاب، جائزہ وتحقیق
شعبہ تعلیم وخواندگی، حکومتِ سندھ

جملہ حقوق

جملہ حقوق بہ حق نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلیم شبعه تعلیم و خواندگی، حکومت سندھ محفوظ

اس کتاب کا تدریسی مواد غیر رسمی مدارس / مراکز کے طلبہ و طالبات کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت سندھ سے منظور شدہ نصاب کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلیم، شعبہ تعلیم و خواندگی، حکومت سندھ آپ کی تجاویز کو بہتری کے لیے خوش آئند پائے گا۔

مصنفین و مؤلفین	صوبائی کمیٹی برائے جائزہ نصاب و کتب

نگران اعلیٰ : ڈاکٹر فوزیہ خان، چیف ایڈوائزر، کریکیولم ونگ، شعبہ تعلیم و خواندگی، حکومت سندھ ،

عبد الجبار مری، ڈائریکٹر، نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلیم، شعبہ تعلیم و خواندگی، حکومت سندھ

نگران برائے ترتیب و جائزہ : عبدالمجید بھرٹ ، ڈائریکٹر، نصاب، جائزہ و تحقیق جام شورو، حکومت سندھ

نگران طباعت : عابد حسین گل، ڈپٹی چیف ایڈوائزر JICA-AQAL Project

آصف ابرار ایجو کیشن اسپشلسٹ UNICEF

تکنیکی معاونت: محمد یونس چودھری JICA-AQAL Project

انتظامی معاونت : منظور احمد عقیلی، ایڈیشنل ڈائریکٹر، نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلیم، شعبہ تعلیم و خواندگی

پریم ساگر لوہانہ صوبائی کو آرڈینیٹر ، JICA-AQAL Project

آزمائشی اشاعت: سال 2024

2021 آرٹ اینڈ لے آوٹ: فرحان جاوید، محمد اکمل شرار JICA-AQAL Project

AQAL Project

تکنیکی و مالی معاونت: یونیسیف UNICEF سندھ ، JICA AQAL Project، DCAR

پیغام

پاکستان بالخصوص صوبۂ سندھ کی آبادی کا بڑا حصہ علم کی روشنی اور پڑھنے لکھنے کی صلاحیت سے محروم ہے ۔ آج کے دور میں بھی سندھ کی شرح خواندگی 60 فی صد سے کم ہے۔ حکومتِ سندھ کی کوشش ہے کہ سال 2030 ء تک یہ شرح 85 فی صد ہوجائے ۔ صوبۂ سندھ میں محکمہ تعلیم نے یونیسیف (UNICEF)، جائیکا (JICA)، نظامت نصاب، جائزہ اور تحقیق (DCAR) اور متعدد ماہرین تعلیم کے تعاون سے غیر رسمی تعلیم کے سلسلے میں مختلف مضامین کے نصابات (Curricula) مرتب کیے ہیں۔ پہلے مرحلے میں ابتدائی درجات کے نصابات تشکیل دیے گئے اور 2022 میں وسطانی درجات کے نصابات تشکیل دیے گئے ہیں ۔ ان نصابات کے تحت وسطانی درجات میں پڑھائے جانے والے مضامین کی درسی کتب اور ر ہ نمائے اساتذہ تیار کیے گئے ہیں۔ جن کی مدد سے صوبۂ سندھ کے طلبہ اور طالبات 18 ماہ میں وسطانی سطح کی تعلیم مکمل کر لیں گے ۔ ان درجات کو پیکچ ڈی اور ای کا نام دیا گیا ہے تاکہ وہ بچے جو کسی وجہ سے رسمی (FORMAL) اسکولوں سے تعلیم مکمل نہ کر سکے ہوں اور ان کی عمر بڑھ گئی ہو وہ Accelerated Learning کے ذریعے 18 ماہ کا کورس مکمل کر کے وسطانی سطح کا سرٹیفکیٹ حاصل کرسکیں۔

خیر اندیش
زاھد علی عباسی
سیکرٹری محکمہ تعلیم و خواندگی
حکومت سندھ

پیغام

قوموں کی ترقی کا دارو مدار افراد کی شعوری معلومات پر منحصر ہوتا ہے اور اس کے لیے ہر فرد کا تعلیم حاصل کرنا لازمی امر ہے ۔ آئین پاکستان کی شق 25 اور 37 کے علاوہ انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کا مطالبہ ہے کہ ۔ ” ملک کا ہر فرد زیور علم سے سنوارا جائے “
پاکستان بالخصوص صوبۂ سندھ کی آبادی کا بڑا حصہ علم کی روشنی سے محروم ہے ۔ اس وقت سندھ کی شرح خواندگی 62 فیصد سے کم ہے۔ حکومت کی کوشش ہے کہ سال 2030 تک یہ شرح 85 فی صد ہو جائے۔

صوبۂ سندھ میں میں محکمہ تعلیم نے یونیسیف (UNICEF)، جائیکا (JICA)، نظامت نصاب، جائزہ اور تحقیق (DCAR) اور متعدد ماہرین تعلیم کے تعاون سے غیر رسمی تعلیم کے سلسلے میں مختلف مضامین کے نصابات (Curricula) مرتب کیے ہیں۔ پہلے مرحلے میں ابتدائی درجات کے نصابات تشکیل دیے گئے ۔ 2022 میں وسطانی درجات کے نصابات تشکیل دیے گئے ۔ ان نصابات کے تحت وسطانی درجات میں پڑھائے جانے والے مضامین کی درسی کتب اور ر ہ نمائے اساتذہ تیار کیے گئے ہیں۔ جن کی مدد سے صوبۂ سندھ کے طلبہ اور طالبات 18 ماہ میں وسطانی سطح کی تعلیم مکمل کر لیں گے ۔ ان درجات کو پیکچ ڈی اور ای کا نام دیا گیا ہے تاکہ وہ بچے جو کسی وجہ سے رسمی اسکولوں سے تعلیم مکمل نہ کر سکے ہوں اور ان کی عمر بڑھ گئی ہو وہ تیز رفتار تعلم کے ذریعے 18 ماہ کا کورس مکمل کرکے و سطانی سطح کا سرٹیفیکیٹ حاصل کر سکیں۔

تمام اساتذہ اور فیلڈ اسٹاف سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فرائض کو خوش اسلوب سے انجام دیں اور پڑھانے کے دوران آنے والے مسائل سے ضرور آگاہ کریں تا کہ اس عمل میں بہتری لائی جاسکے۔

قوی امید ہے کہ نئے نصاب کے مطابق ترتیب دیا گیا مواد غیر رسمی تعلیم کی ضرورتوں کو بہتر انداز میں پورا کرے گا۔

خیر اندیش
سیکرٹری محکمہ تعلیم و خواندگی
حکومت سندھ

پیش لفظ

اٹھارویں ترمیم کے بعد نصاب سازی کا عمل صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ۔ چناں چہ نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلیم حکومت سندھ نے 2015 میں جاپان انٹرنیشنل

کوآپریشن ایجنسی (JICA) اور نظامت نصاب ، جائزہ اور تحقیق کے تعاون سے غیر رسمی تعلیم کے حوالے سے ابتدائی درجات کے لیے مختلف مضامین کے نصابات تشکیل دیئے اور ان کے نام پیکج اے، بی اور سی رکھے۔ ان نصابات کے تحت درسی کتب اور رہ نمائے اساتذہ تیار کیے گئے۔ ۔ مذکورہ بالا مواد کی تیاری میں ما ہرین تعلیم اور اساتذہ پر مشتمل کمیٹیوں نے بھرپور انداز سے کام کیا اور مواد کو دل چسپ ، موثر اور اور نتیجہ خیز بنانےکی کوشش کی ۔

ابتدائی درجات پر عمل درآمد کے دوران ضرورت محسوس کی گئی کہ وسطانی جماعتوں کے نصابات بھی تیار کیے جائیں ۔ چنانچہ نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلیم نے یونیسف (UNICEF) جائیکا (JICA) اور نظامت نصاب ، جائزہ اور تحقیق کے تعاون سے وسطانی درجات کے نصابات ، درسی کتب اور رہ نمائے اساتذہ تیارکیے ۔ جماعت ششم و ہفتم کا نام پہلے پیکج ڈی اور جماعت ہشتم کا نام پیکج ای رکھا ۔

اُردو پیکج اس کی درسی درسی کتاب کے اسباق کی تیاری میں نصاب میں دی گئیں استعداد، مہارتیں، معیارات حد تدریج، حاصلات تعلیم موضوعات و عنوانات کو اور تعلیم کے بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ۔ یعنی آسان سے مشکل ، سادہ سے پیچیدہ اور مقرون سے مجرد تصورات کا خیال رکھا گیا ۔ اسباق کی مشقوں میں زبان شناسی پر خصوصی توجہ دی گئی اور حاصلات تعلم کا جائزہ لینے کے لیے مختلف النوع سوالات مثلاً موضوعی اور معروضی سوالات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ۔

رہ نمائے اساتذہ میں ہر سبق کے سبقی خاکے موثر تدریسی طریقوں اور تدریسی معاونات کی نشان دہی کی گئی ہے ۔ لسانی سرگرمیوں میں حاصلات تعلم، ذہنی آمادگی کی تکنیکوں، سبق کی پیش کش اور تفہیم عبارت کا بہ طور خاص خیال رکھا گیا ہے ۔

قوی امید ہے کہ آپ اس درسی کتاب کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھیں گے اور اسے بہتر بنانے کے لیے اپنی تجاویز اور آراء سے نوازیں گے۔

خیراندیش
ناظم
نظامت خواندگی و غیر رسمی تعلم
حکومت سندھ

باب اول: القرآن الکریم

تعارف

قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام اور اس کی آخری مقدس کتاب ہے، جو پوری انسانیت کے کے لیے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے ۔ اس عظیم کتاب کو اللہ تعالی نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ذریعے رہتی دنیا تک پہنچایا۔ اس میں خالق کائنات نے انسانوں کے لیے صحیح عقائد کے ساتھ ساتھ ، سماجی ، معاشرتی ، معاشی اور دیگر ضروری معاملات کے متعلق مکمل لائحہ عمل دیا ہے، جس پر عمل کرکے انسان، اللہ جل شانہ کی رضا اور خوشنودی کے ساتھ ساتھ دنیوی و اخروی کامیابی اور سعادت حاصل کر سکتا ہے۔

قرآن کریم میں تیس پارے اور ایک سو چودہ سورتیں ہیں، جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر تدریجاً تیئیس سال کے عرصے میں نازل ہوا۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔اس بابرکت کتاب کے بہت سے فضائل ہیں ۔ قرآن مجید کو یاد کرنا عظیم سعادت ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو بہت بڑا اجر ملتا ہے اور اس کا ایمان بڑھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے :

”قرآن مجید پڑھنے والے کو ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں ، اس پر عمل کرنے والے کے لیے اجر عظیم ہے اور وہ دنیوی و اخروی سعادتوں کا حق دار بن جاتا ہے۔“

اس باب میں دیے گئے قرآن مجید کے دس پاروں (21 تا 30) کو ناظرہ تجوید کے ساتھ پڑھایا جائے گا، اور دو سورتو ں

(سورۃ التکاثر اور سورۃ الھمزہ) کو حفظ کرایا جائے گا ۔ اس کے علاوہ آیۃ الکرسی کو ترجمے کے ساتھ یاد کرایا جائے گا۔

مقاصد

اس باب میں دیے ہوئے نصابی مواد کا اصل مقصد یہ ہے کہ طلبہ و طالبات قرآن مجید کو نماز اور روز مرہ کی زندگی میں صحیح تلفظ کے ساتھ اور درست انداز میں پڑھ سکیں ۔ کچھ حصہ یاد کرسکیں اور کچھ حصے کا ترجمہ پڑھ سکیں تاکہ ان میں درجہ بدرجہ قرآن مجید میں غور و فکر کرنے ، عمل کرنے اور اس کے پیغام کو عام کرنے کا جذبہ و شعور بیدار ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبہ و طالبات میں قرآن فہمی کا جذبہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

(الف) ناظرہ قرآن: ۲۱ تا ۳۰ (دس پارے)

(۲۱) اُ تْلُ مَا اُوْحِيَ (۲۲) وَمَنْ يَّقْنُتْ (۲۳) وَمَا لِيَ (۲٤) فَمَنْ اَظْلَمُ (۲٥) اِلَيْهِ يُرَدُ (۲٦) حٰمٓ

(۲۷) قَالَ فَمَا خَطْبُكُم (۲۸) قَد سَمِعَ اللهُ (۲۹) تَبَارَكَ الَّذِىْ (۳۰) عَمّ

نمبر شمار	Theme عنوان	SLOs حاصلات تعلم	Methodology طریقہ تدریس	Assessment جائزہ
1-	(الف) ناظرہ قرآن مجید: پارہ نمبر ۲۱ تا ۳۰ (دس پارے)	قرآن مجید تجوید، خوش الحانی اور روانی سے تلاوت کر سکیں گے۔	۔صوتی طریقہ ۔سمعی طریقہ ۔مشاہداتی طریقہ ۔مظاہراتی طریقہ ۔استاد خود پڑھ کر سنائے اور طلبہ سے باری باری سنے۔ ۔استاد کی نگرانی میں طلبہ مذکورہ سورتوں کو زبانی یاد کرکے ایک دوسرے کو سنائیں۔	۔ زبانی طریقہ

ہدایات برائے اساتذہ

۔ طلبہ و طالبات کوقرآن کے پاروں کے نام یاد کرائے جائیں۔

۔ ناظرہ اور حفظ والے دونوں حصوں کا دورانِ سال امتحان لیا جائے، اور سالانہ امتحان کے موقعے پر زبانی امتحان لیا جائے۔ اس میں حاصل کردہ نمبر فہرستِ نتیجہ میں درج کیے جائیں۔

۔ اسلامیات کے کل سو نمبروں میں ناظرہ والے حصے کے لیے چالیس نمبر مقرر کیے گئے ہیں، اور اسلامیات میں کامیاب ہونے کے لیے ناظرہ قرآن مجید میں کامیابی لازمی ہے۔

نمبر شمار	Theme عنوان	SLOs حاصلات تعلم	Methodology طریقہ تدریس	Assessment جائزہ
1-	(ب)حفظ قرآن 1- سورۃ التکاثر	۔قرآن مجید تجوید،	۔صوتی طریقہ ۔سمعی طریقہ	۔ زبانی طریقہ

	2۔ سورة الھمزة	خوش الحانی اور روانی سے تلاوت کر سکیں گے۔ ۔مذکورہ سورتوں کو یاد کرکے نماز میں اور نماز کے علاوہ روانی کے ساتھ زبانی پڑھ سکیں گے۔	۔مشاہداتی طریقہ ۔مظاہراتی طریقہ ۔استاد خود پڑھ کر سنائے اور طلبہ سے باری باری سنے۔ ۔استاد کی نگرانی میں طلبہ مذکورہ سورتوں کو زبانی یاد کرکے ایک دوسرے کو سنائیں۔	

(ب) حفظ قرآن مجید: سورة الھُمَزة ۔ سورة التَکاثُر۔

حاصلاتِ تعلم:

قرآن مجید کے اس حصے کے پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۔ ان سورتوں کو تجوید کے ساتھ زبانی یاد کر سکیں گے۔

۔ان سورتوں کو یاد کرکے نماز میں اور نماز کے علاوہ روانی کے ساتھ زبانی پڑھ سکیں گے۔

سورة التکاثر

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلۡهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ ٱلۡمَقَابِرَ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُونَ عِلۡمَ ٱلۡيَقِينِ لَتَرَوُنَّ ٱلۡجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ ٱلۡيَقِينِ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ

سورۃ الهُمَزَة

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ، الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ، يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ، كَلَّا ۖ لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ، نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ، الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ، إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ، فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ۔

(ج) حفظ و ترجمہ آیۃ الکرسی ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللّهُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ-لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ هُ اِ لاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَآءَ

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَؤُودُ هُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

ترجمہ: اللہ تعالی (وہ معبو بر حق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، زندہ ، ہمیشہ رہنے والا ، اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اس کا ہے ، کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے ، جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے ، اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر وہ معلوم کرا دیتا ہے)۔ اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے ، اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں ، وہ بڑا عالی رتبہ (اور) جلیل القدر ہے۔

اس باب کا تقاضہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے دس پارے (۲۱ تا ۳۰) ناظرہ پڑھنا ضروری ہیں۔

سورۃُ التَکاثُر۔ سورۃُ الھُمَزة ۔ حفظ کرنا لازمی ہیں۔

اور آیۃ الکرسی باترجمہ یاد کرنا ضروری ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات: طلبہ و طالبات میں سورۃ التَکاثُر اور اٰیَۃَ الکُرۡسِی۔ کی خوش خطی کا مقابلہ کرایا جائے۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

(1) سبق میں ذکر کیے گئے دس پاروں میں سے کسی بھی دو پاروں کے نام بتائیں۔
(2) سبق میں دی گئی حفظ والی دونوں سورتوں کے نام بتائیں ۔
(3) -لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ کا ترجمہ بتائیں۔
ترجمہ بتائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ

۔ قرآن مجید کے یہ دس پارے طلبہ و طالبات کو ناظرہ تجوید سے پڑھائے جائیں۔

۔طلبہ و طالبات کے تجوید یعنی صحیح تلفظ ، درست انداز اور قواعد پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۔طلبہ و طالبات کو حفظ وترجمہ والی منتخب سورتیں اور آیۃ الکرسی بر زبان یاد کرانے کی کوشش کی جائے اور ہر ایک شاگرد سے یاد سنی جائے۔

۔طلبہ و طالبات کو سورۃ الھُمَزَۃ اور آیۃ الکرسی کا ترجمہ بورڈ پر لکھ کر سمجھایا جائے۔

باب دوم : **ایمانیات اور عبادات**

تعارف

ایمانیات "ایمان" سے ماخوذ ہے، جس کا مفہوم ہے تصدیق کرنا ، یقین رکھنا، بھروسہ کرنا،تابعدار اور مطیع ہونا۔

ایمانیات سے مراد وہ عقائد ہیں جن پر یقین رکھنا ایک مسلمان کے لیے لازمی ہے اور ضروریات دین میں سے ہے۔ اسلامی تعلیمات میں جن عقائد و افکار پر یقین رکھنا لازمی ہے، وہ یہ ہیں: اللہ تعالی اور اس کے فرشتوں ، آسمانی کتابوں ، تمام رسولوں ، آخرت ، تقدیر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھنا (پچھلی جماعت میں ایمان مفصل پڑھ چکے ہیں)، جب تک کوئی شخص ان عقائد پر دل سے یقین نہیں رکھتا ، ان پر ایمان لانے کا اقرار نہیں کرتا اور ان کو نہیں مانتا یا کسی ایک کا بھی انکار کرے ،تو اسے مومن نہیں کہا جا سکتا۔

عبادات سے مراد ہے اللہ تعالی کے حضور اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا، اور اس کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ ارکان اسلام پر مکمل ایمان اور ان کو درست طریقے سے ادا کرنا ، سماجی اور معاشی و دیگر معاملات میں اللہ تعالی کی ہدایات پر عمل کرنا ، ملکی اور بین الاقوامی تعلقات اللہ تعالی کی ہدایات و احکام کے مطابق استوار کرنا بھی عبادت میں شامل ہیں۔

مقاصد

اس باب میں عقیدۂ آخرت اور روز ہ کے جو عنوانات دیے گئے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ و طالبات کے ذہنوں میں فکر آخرت اور اللہ تعالی کے سامنے اپنے اعمال کی جواب دہی کا احساس پیدا کیا جائے ، تاکہ ان کی سیرت کی تعمیر ہو سکے۔ اسی طرح وہ اسلام کی اہم عبادت روزہ کی اہمیت و فضیلت سے آگاہ ہو کر اپنی دنیوی زندگی اللہ تعالی کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کر سکیں۔

(الف) ایمانیات

عقیدۂ آخرت اور تعمیر سیرت میں اس کا کردار

نمبر شمار	Theme عنوان	SLOs حاصلات تعلم	Methodology طریقۂ تدریس	Assessment جائزہ
1	ایمانیات : عقید ۂ آخرت اور تعمیر سیرت میں اس کا کردار	۔عقید ۂ آخرت کے مفہوم و اہمیت اور تقاضے جان سکیں۔ ۔عقید ۂ آخرت کو تعمیر سیرت کے حوالے سے جان کر اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں اصلاح کر سکیں۔	۔سوال و جواب کا طریقہ ۔ تقریری طریقہ ۔استاد اپنی نگرانی میں طلبہ سے عقید ۂ آخرت اور اس کا تعمیر سیرت میں کردار پر باہمی مکالمہ کرائے اور اہم نکات تحریر کرائے۔	1۔ زبانی طریقہ 2۔ تحریری طریقہ

عقیدۂ آخرت کا مفہوم:

عقیدہ عقد سے ماخوذ ہے ، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو باندھنا۔ اصطلاح میں کسی چیز کو سچ جان کر دل میں مضبوط اور راسخ کر لینا۔

آخرت کے معنی ہیں بعد میں ہونے والی یا آخری چیز۔ عقیدۂ آخرت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص کو موت کے بعد اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر ، رب کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، جس کے نتیجے میں وہ جزا یا سزا کا مستحق ہوگا ۔ اس زندگی کا نام اخروی زندگی ہے ، اور اس زندگی پر ایمان لانے کا نام ایمان بالآخرۃ ہے۔

قرآن مجید میں آخرت کے چار مراحل ذکر کیے گئے ہیں :

1۔ دنیا کا فنا ہونا۔ 2۔ انسانوں اور جنوں کا اللہ کے حکم سے دوبارہ زندہ ہونا۔ 3۔ حساب و کتاب ۔ 4۔ جزا ور سزا۔ یعنی اللہ تعالی کے حکم سے یہ دنیا اور اس میں موجود تمام مخلوقات فنا ہو جائے گی ، پھر عالم کے خاتمے کے بعد اللہ تعالی دوسرے عالم میں پوری نوع انسانی اور جنات کو جو ابتدائے آفرینش سے روز قیامت تک زمین پر پیدا ہوئے تھے، بیک وقت دوبارہ زندہ کرے گا اور سب کو جمع کر کے ان کے دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا حساب لے گا اور ہر ایک کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، یعنی دنیا میں کی گئی اچھائیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا ، اور جس کے نیک اعمال کا پلڑہ بھاری ہوگا ، اسے انعام کے طور پر جنت میں داخل کیا جائے گا ، اور جس کے برے اعمال کا پلڑہ بھاری ہوگا ، اسے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

سورۃ القارعۃ میں ارشاد باری ہے:

فَاَمَّا مَنْ ثَـقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُمُّهُ هَاوِيَۃ

(سورۃ القارعۃ آیت 6-9)

ترجمہ: پھر جس کے پلڑے (نیک اعمال کے) بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے (اچھے اعمال کے) ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہوگی۔

عقیدۂ آخرت کی اہمیت: اسلامی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ آخرت پر ایمان لانا ہے۔ توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ آخرت کے عقیدے کی دعوت تمام انبیائے کرام نے دی ہے ، کیوں کہ دنیا میں انسان کے کیے ہوئے تمام اعمال اور اس کے نتائج کی حقیقی اور دائمی بنیاد آخرت ہی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ (سورۃ الشوری آیت ۲۰)

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں۔

اگر ہم عقلی اعتبار سے نظام کائنات کا غور سے مطالعہ کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نظام کائنات ایک بڑا حکیمانہ نظام ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ امر حکمت کے خلاف ہے کہ جس مخلوق میں اللہ تعالی نے عقل ، تمیز اور عمل میں اختیارات دیے ہوں ، اس سے اس دنیا میں کیے ہوئے اعمال کی باز پرس نہ ہو اور اسے نیکی اور حسن سلوک پر جزا اور برے اعمال پر سزا نہ دی جائے۔

چنانچہ نظام کائنات پر غور و فکر کرنے کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ایک ایسا دن آئے گا ، جس دن انسان کو اس کے تمام اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

قرآن مجید کی بے شمار آیتوں میں اس عقیدے پر بہت زور دیا گیا ہے ۔ اور جو لوگ اس عقیدے پر ایمان رکھتے ہیں وہ حقیقی مومن اور متقی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

ترجمہ: متقی لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

عقیدۂ آخرت کا تعمیر سیرت میں کردار:
جب مسلمان کے ذہن میں عقید ۂ آخرت راسخ ہو جاتا ہے ، اور اسے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ اس کا ہر دنیوی عمل، نامۂ اعمال میں محفوظ کیا جاتا ہے ، اور ان ہی اعمال کے نتیجے میں اسے اخروی سعادت یا شقاوت نصیب ہوگی ، تو وہ اخروی سعادت و فلاح کے حصول کے لیے نیک اعمال کرنے میں حریص رہےگا، اور اخروی بد بختی اور سزا سے بچنے کے لیے برائیوں سے اجتناب کرے گا۔
بہادری و شجاعت: آخرت پر یقین رکھنے والا مومن ڈرپوک اور بزدل نہیں ہوتا، اس لیے کہ اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی عارضی ہے اور ہمیشہ والی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ وہ موت سے بھی نہیں ڈرتا بلکہ ہر نیک اور اچھے عمل کرنے میں بہادری اور جرئت سے کام لیتا ہے۔ حق و انصاف کے لیے مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کرتا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہید ہونے میں سعادت محسوس کرتا ہے ، کیوں کہ اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ دنیا کی ان سب مشکلات اور تکالیف کا صلہ اور اجر اسے آخرت میں ملے گا۔
صبر و تحمل: آخرت پر ایمان رکھنے والا مسلمان دنیا کے ہر دکھ اور تکلیف کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرتا ہے، اس لیے کہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام مشقتوں اورتکالیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے والوں کے لیے بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورة الزمرآیت 10)

ترجمہ: بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا بے حساب اجر دیا جائے گا۔

سخاوت و فیاضی: آخرت پر پختہ یقین رکھنے والا مسلمان فطری طور پر سخی اور فیاض ہوتا ہے، اور اپنے مال کو اللہ کی راہ میں اور ضرورت مند مسکینوں اور محتاجوں پر خوش دلی کے ساتھ خرچ کرتا ہے، اس لیے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے مومنوں کو خرچ کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی ہے، اور آخرت میں اس کا بدلہ بڑھا کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:
جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں ، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے ، افزودگی عطا فرماتا ہے، وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرکے پھر احسان نہیں جتاتے ، نہ دکھ دیتے ہیں ، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، اور ان کے لیے کسی رنج اور خوف کا موقعہ نہیں ہے۔ (سورة البقرة آیت 261-262)۔
احساس ذمہ داری: عقیدۂ آخرت پر یقین رکھنے والا مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو نہایت دل جمعی اور سچائی کے ساتھ نبھاتا ہے، اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ قیامت کے دن اس سے اس عمل اور ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی، اگر اس عمل میں

کوتاہی برتے گا تو آخرت میں وہ کوتاہی اس کے لیے وبال کا سبب بنے گی، اگر دیانت اور اخلاص کے ساتھ کرے گا تو اس کو اس کا اجر و ثواب ملے گا۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اسلام کے تین بنیادی عقائد میں سے عقیدۂ آخرت ایک اہم عقیدہ ہے ۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس عقیدے میں بتایا گیا ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور ایک ایسا دن آئے گا کہ اس دنیا کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور ہر مخلوق فنا ہوجائے گی، پھر اللہ تعالی اپنی قدرت سے انسانوں اور جنات کو دوبارہ زندہ کرے گا اور ان سے دنیا میں ان کے کیے ہوئے اعمال کا حساب لےگا، جن کی نیکیاں اور اچھے اعمال زیادہ ہوں گے ، ا ن کو انعام کے طور پر جنت میں داخل کیا جائے گا ،اور جن لوگوں کے برے اعمال زیادہ ہوں گے ان کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔
عقیدۂ آخرت کے مومن کی سیرت پر بڑے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت ، صبر وتحمل، سخاوت و فیاضی جیسی اعلیٰ صفات پیدا کرتا ہے، جن کی وجہ سے مومن کو دنیا میں عزت و تکریم نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں وہ جنت الفردوس کا حق دار ہوتا ہے۔ جس شخص کو آخرت پر ایمان نہیں ہوتا تو وہ نفس پرستی میں ڈوب کر تہذیب و شرافت اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو یکسر بھول جاتا ہے ، اسے دنیا میں ذلت و خواری ملتی ہے اور آخرت میں جہنم کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۔طلبہ و طالبات عقیدۂ آخرت کا مفہوم ایک دوسرے کو سنائیں۔
عقیدۂ آخرت کے بارے میں سبق میں دی ہوئی آیات میں سے ایک آیت با ترجمہ یاد کرکے اپنے استاد کو سنائیں۔
عقیدۂ آخرت کے متعلق قرآن مجید سے دو آیتیں تلاش کرکے اپنے استاد کو دکھائیں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔
(1)عقیدہ کے لفظی معنی کیا ہیں؟
(2)عقیدۂ آخرت سے کیا مراد ہے؟
(3)عقیدۂ آخرت کی اہمیت کے متعلق کسی بھی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔
(4)عقیدۂ آخرت انسانی سیرت پر جو اثرات مرتب کرتا ہے، ان میں سے کوئی بھی ایک بیان کریں۔

2۔ خالی جگہیں پر کریں۔
(1) قرآن مجید میں آخرت کے ----------مراحل ذکر کیے گئے ہیں۔
(2)آخرت پر ایمان لانااسلامی عقائد میں سے ایک ------عقیدہ ہے۔
(3)نظام کائنات ایک بڑا --------نظام ہے۔
(4)آخرت پر پختہ یقین رکھنے والا مسلمان فطری طور پر ------اور --------ہوتا ہے۔

3۔ صحیح جواب پر (   ) کا نشان لگائیں۔

1۔ توحید و رسالت کے ساتھ آخرت کے عقیدے کی دعوت دی ہے:
(الف) صرف محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ۔
(ب) صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۔(ج) صرف حضرت عیسی علیہ السلام نے۔
(د) تمام انبیا ء علیہم السلام نے۔

2۔ قیامت کے دن اچھے اور برے اعمال کا وزن کیا جائے گا:
(الف) صرف کفار کا ۔(ب) صرف مسلمانوں کا۔ (ج) صرف منافقین کا ۔(د) تمام انسانوں کا

3۔ جن لوگوں کے برے اعمال زیادہ ہوں گے :
(الف) ان سے حساب نہیں لیا جائے گا ۔(ب) انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے گا۔
(ج) انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ (د) انہیں مار دیا جائے گا۔

4۔ جو لوگ عقیدۂ آخرت پر ایمان لاتے ہیں، وہ ہیں:
(الف) عقل مند ۔ (ب) علماء۔ (ج) متقی۔ (د) عام لوگ

4۔ درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے(✗) کا نشان لگائیں:

جملے	درست	غلط
1۔ عقیدۂ آخرت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے نہیں ہے۔		
2۔ جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔		
3۔ آخرت کی زندگی عارضی ہوگی۔		
4۔ ہر شخص سے اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔		

5-جملے کو درست کرنے کے لیے صحیح لفظ کا انتخاب کریں۔

1۔ عقیدہ کے لفظی معنی ہیں (پکڑنا/باندھنا)۔
2۔ جن لوگوں کی بخشش ہو جائے گی وہ (کامیاب/ ناکام)ہوں گے۔
3۔ قیامت کے دن نیک اعمال کے مطابق اسے جزا/سزا ملے گی ۔
4۔ آخرت کا عقیدہ انسان کو (سخی/کنجوس)بناتا ہے۔
5۔ آخرت کا عقیدہ انسان میں(صبر وتحمل/ دنیا سے محبت) کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ

۔ طلبہ و طالبات میں فکر آخرت پیدا کرنے اور ان کی تعمیر سیرت کے لیے کسی بھی صحابی کی زندگی کا ایک واقعہ اس انداز سے سنائیں کہ عقیدہ آخرت کی فکر ان کی زندگی کا حصہ بن جائے۔

۔ مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ /طالبات سے تفصیلی مضمون تحریر کرائیں:

- قیامت کا مطلب۔
- موت کے بعد زندگی کا تصور۔
- ابدی فوز و فلاح کا دارومدار کن چیزوں پر ہے۔
- عقیدہ آخرت سے تعمیر سیرت (عبادت میں شوق۔ قواعد و ضوابط کی پابندی ۔مایوسی کا ختم ہونا۔ صبر واستقامت۔ حب دنیا سے نجات)۔

(ب) الصوم(روزہ)

روزہ: فضیلت اور معاشرتی اثرات

نمبر شمار	عنوانTheme	حاصلات تعلم SLOs	طریقہ تدریس Methodology	جائزہ Assessment
1	صوم (روزہ) : فضیلت اور معاشرتی اہمیت	صوم(روزہ) کا تعارف و اہمیت جان سکیں گے۔ صوم (روزہ) کے معاشرتی فوائد کو جان کر انفرادی زندگی میں اختیار کرسکیں ۔	۔سوال و جواب کا طریقہ ۔تقریری طریقہ ۔استاد طلبہ کے دو گروپ بنا کر ایک گروپ سے روزہ کی اہمیت اور دوسرے گروپ سے معاشرتی اہمیت پر بحث کراکر نکات تحریر کرائے۔	1۔زبانی طریقہ 2۔ تحریری طریقہ

صوم کا مفہوم: "صوم" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لفظی معنی ہیں کسی قول یا فعل سے رکنا۔ اسلامی شریعت میں صوم سے مراد ہے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے رک جانا۔اورارد و میں صوم کو روزہ کہا جاتا ہے، جو فارسی کا لفظ ہے ۔

روزہ کی فضیلت: روزہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن اور اہم عبادت ہے جو سن ۲ ہجری میں فرض ہوا۔ رمضان کے مہینے میں روزہ رکھنا ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ روزہ بھی نماز اور زکات کی طرح نہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی امت پر ، بلکہ اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی جتنی امتیں گزری ہیں ان سب پر فرض تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت۔ 183)۔

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں ، جس طرح تم سے پہلے انبیاء کی امتوں پر فرض کیے گئے تھے،

اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی ۔

روزے کی فرضیت کے متعلق ارشاد باری ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورة البقرة آیت- 185)-

ترجمہ: جو شخص ا س مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے-

روزہ نہ رکھنے کی اجازت: وقتی طور پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت صرف بیماروں ، مسافروں اور معذوروں کو دی گئی ہے -

مگر جیسے ہی بیماری، سفر یا عذر ختم ہوگا ، تو انہیں چھوڑے ہوئے روزے پورے کرنا لازم ہوں گے- روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کیے جائیں گے"-

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو انسان میں اللہ تعالی کی حاکمیت، اس کی اطاعت کا شعور اور اپنی عاجزی و بندگی کا احساس پیدا کرتی ہے- روزے کا اصل مقصد انسان کی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع کر کے اس کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنا، تقویٰ اللہ کی بندگی اور اس کی اطاعت کے اس شعور کا نام ہے جو انسانوں کو نیکیوں کی طرف آمادہ کرتاہے اور برائیوں سے روکتا ہے-

جب مومن میں بندگی اور اطاعت کا شعور پختہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ روز ہ رکھ کر اپنی جائز خواہشات ہی نہیں چھوڑتا بلکہ عملی زندگی میں ہر اس چیز کو چھوڑ دیتا ہے جس سے اللہ تعالی نے روکا ہے-

روزہ کے معاشرتی اثرات: اگرچہ روزہ ایک انفرادی عمل ہے ، لیکن جیسے نماز باجماعت پڑھنے سے اجتماعی عمل بن جاتا ہے اسی طرح روزہ بھی ایک مقرر مہینے میں رکھنے سے اجتماعی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور مہینہ بھر سالانہ تربیتی پروگرام کی حیثیت سے اس عبادت کا الگ انداز ہوتا ہے - اس لیے اس کے معاشرے پر کئی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

- تقوی اور پاکیزگی کی فضا کا پیدا ہونا: رمضان میں چوں کہ تقریباً ہر مسلمان روزہ رکھتا ہے اور ساتھ ساتھ ، نماز، تلاوت اور تراویح کا بھی خصوصی اہتمام ہوتا ہے ، اس لیے معاشرے میں نیکی کی ایسی فضا قائم ہو جاتی ہے جس میں نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں اور برائیاں قابو میں رہتی ہیں-

- ہمدردی و غم خواری کے جذبے کا پیدا ہونا: رمضان کے مہینے میں چوں کہ امیر و غریب تقریباً روزے رکھتے ہیں ، اس لیے بھوک و پیاس برداشت کرنے سے امیروں کے دلوں میں غریبوں کے لیے جذبۂ ہمدردی و غم خواری پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

"رمضان کا مہینہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے".

انسانی مساوات کا عملی مظاہرہ: روزہ مساوات کے شعور کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرتا ہے ۔ اس مہینے میں امیر و غریب، حاکم ومحکوم، شاہ و گدا، تقریباً تمام مسلمان ایک ہی کیفیت میں دن گزارتے ہیں ۔ سب کے چہروں پر اللہ تعالی کی حاکمیت اور اپنی محکومیت واضح نظر آتی ہے۔ یہ صورت حال ان میں برابری، مساوات اور باہمی انسانی ہمدردی کے جذبات پیدا کرتی ہے اور معاشرے میں اونچ نیچ کے تصور کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

صوم کے معنی ہیں : کسی قول یا فعل سے رکنا ۔اور اردو میں صوم کو روزہ کہا جاتا ہے۔ روزہ سے مراد ہے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے رک جانا۔ روزہ اسلام کا ایک رکن اور اہم عبادت ہے جس کی بہت اہمیت و فضیلت ہے۔ روزہ امیروں کے دلوں میں غریبوں کے لیے محبت، ہمدردی، خیر خواہی و غم خواری کا جذبہ پیدا کرتا ہے ۔ روزہ مساوات و اتحاد کا جذبہ ابھارتا ہے۔

رمضان مبارک میں مسلمانوں کی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوجاتاہے ۔ سحر تا غروب آفتاب ، امیر ، غریب، سب اللہ کی خاطر بھوک پیاس کی سختیاں جھیلتے ہیں ، چنانچہ جب اللہ کے لیے ایک انسان حلال اور جائز چیزیں چھوڑ دیتا ہے تو حرام اور ناجائز چیزیں بدرجہ اولی چھوڑ دے گا۔

اس سبق سے پیغام ملا کہ ان سب باتوں پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ ہمارے ہی فائدے کے لیے ہے۔ اللہ تعالی نے ہماری جسمانی اصلاح اور روحانی تربیت کے لیے فرض کیا ہے جس کے فرد اور معاشرے پر بڑے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ روزہ کے لیے عربی زبان میں کونسا لفظ استعمال ہوتا ہے؟

2۔روزہ سے کیا مراد ہے؟

3۔ روزہ کس سن ہجری میں فرض ہوا؟

4۔ روزہ کن لوگوں پر فرض ہے؟

2۔ خالی جگہیں پر کریں۔

1۔ مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلےانبیاء کی امتوں پر فرض کیے گئے تھے، اس سے توقع ہے کہ تم میں-----------کی صفت پیدا ہو۔

2۔ روزہ ہر عاقل و ---------مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

3۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

رمضان کا مہینہ ---------و غم خواری کا مہینہ ہے۔

4۔ روزہ مساوات اور -----کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

5۔ سب چہروں پر اللہ کی حاکمیت اور اپنی -----واضح نظر آتی ہے ۔

3- جملے کو درست کرنے کے لیے صحیح لفظ کا انتخاب کریں۔

الف- روزہ کے لیے عربی زبان میں (صوم/صبر) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ب- روزہ (سنہ 2 ھ/سنہ 9 ھ) میں فرض ہوا۔

ج- حدیث کے مطابق رمضان کے روزے رکھنے سے (اگلے /پچھلے) تمام گناہ معاف کیے جائیں گے۔

د- روزہ کا وقت (صبح صادق/طلوع آفتاب) سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

5- درست جملوں کے سامنے (✓) اور جملوں کے سامنے(✗)کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1- روزہ نابالغ پر بھی فرض ہے۔		
2- روزے شعبان کے مہینے میں فرض کیے گئے ہیں۔		
3- روزہ سن 2 ہجری میں فرض ہوا۔		
4- صوم فارسی زبان کا لفظ ہے۔		
5- روزہ پہلے انبیاء کی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔		

ہدایات برائے اساتذہ:

- روزے کی فضیلت کے سلسلے میں طلبہ و طالبات کے درمیان کمرۂ جماعت میں ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

- روزے کے معاشرتی اثرات پر مضمون نویسی کا مقابلہ کرایا جائے۔

-مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں۔

- ❖ روزے کا مقصد
- ❖ روزے میں غریبوں سے ہمدردی اور مالی مدد کا درس
- ❖ روزے کے جسمانی صحت پر اثرات
- ❖ روزے سے تقویٰ کا حصول
- ❖ روزے کے معاشرتی اثرات (تقویٰ، ہمدردی و غم خواری، مساوات، سخاوت، باہمی اتحاد)

باب سوم : سیرت طیبہ

تعارف

"سیرت" کے لفظی معنی ہیں طریقہ، چال چلن، برتاؤ، عادت و خصلت اور سوانح عمری ۔اور طیبہ کے معنی پاکیزہ اور عمدہ اور ہر وہ چیز جو ظاہری و باطنی گندگی سے پاک ہو اور فضائل سے آراستہ ہو۔ "سیرت طیبہ" سے مراد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حیات مبارکہ کی تفصیل و واقعات اور طرز زندگی ہے،جو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم زندگی میں اختیار فرمایا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی اور اور اس کاطرز عمل چوں کہ قرآن مجید کی مکمل عملی تفسیر ہے اس لیے اسے پڑھنا ، اسے جاننا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: 21)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: " اور جو کچھ تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو"۔ (سورۃ الحشر آیت۔ 7)۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت ویسے تو بڑی جامع اور ہمہ گیر ہے جس میں بندے اور اللہ تعالی کے درمیان تعلق ، بندوں کے باہمی رویے اور تعلقات ، سیاسی، سماجی اور معاشرتی حوالے سے ہدایات موجود ہیں، جو انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں، لیکن اس باب میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ سے وہ چند پہلو دیے گئے ہیں جو انسانی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ، جیسے خُلْق عظیم ، عدل و احسان، حُسن معاشرت اور گھریلو زندگی۔

مقاصد

اس باب میں جو عنوانات دیے گئے ہیں، ان کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ و طالبات کے ذہنوں میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت اور اسوہ حسنہ سے رغبت پیدا کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ کے کچھ روشن پہلوؤں سے انہیں آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی میں ان پر عمل کر کے دُنیوی اور اُخروی سعادتیں حاصل کر سکیں۔

خُلق عظیم

Assessment	Methodology	SLOs	Theme	نمبر

	عنوان	حاصلات تعلم	طریقہ تدریس	جائزہ
1	خُلق عظیم	۔ خلق عظیم کا مفہوم جان سکیں۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں سے خُلق عظیم کی چند مثالیں جان سکیں۔ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے خلق عظیم کی روشنی میں اپنے نفس اور کردار کی اصلاح کر سکیں۔	۔تقریری طریقہ ۔ سوال و جواب کا طریقہ ۔ استاد طلبہ کے درمیان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے خُلق عظیم پر تقریری مقابلہ کرانے کے بعد چند گوشوں پر مکالمہ کرائیں۔	۔زبانی طریقہ ۔ تحریری طریقہ

خُلق عظیم کا مفہوم: خلق عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: عادت، طبعی خصلت، طبیعت، مزاج اور فطرت ۔ اس کی جمع اخلاق ہے۔ عظیم کے معنی ہیں بلند، اعلیٰ، پُر شوکت ۔

اخلاق انسان کی زینت ہیں۔ جو شخص جتنا بلند اخلاق والا ہوگا معاشرے میں اتنا ہی قابل قدر اور قابل اعتماد ہوگا اور اتنی ہی اس کی بات رغبت سے سنی جائے گی اور اس کی پیروی کی جائے گی۔دین کی دعوت دینے والے کے لیے عمدہ اخلاق کا مالک ہونا بے حد ضروری ہے۔ یہی سبب ہے کہ آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اخلاق کے اعلی درجے پر فائز تھے۔ اخلاقی لحاظ سے کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں موجود نہ ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورۃ القلم آیت۔ 4)۔

ترجمہ: اور یقیناً آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نےرسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق کی بہترین تعریف اپنے اس قول میں فرمائی ہے: كَانَ خُلُقُهُ القُرآنَ (صحیح مسلم)

ترجمہ: قرآن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا اخلاق تھا۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے دنیا کے سامنے محض قرآن کی تعلیم ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ خود سب سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے والے تھے، جس چیز سے قرآن میں روکا گیا ، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے خود سب سے زیادہ اس سے اجتناب کیا ، جن اخلاقی صفات کو قرآن نے فضیلت قرار دیا ، سب سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ذات مبارک ان سے متصف تھی ،اور جن صفات کو اس میں نا پسندیدہ ٹھرایا گیا ، سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ذات ان سے پاک تھی۔

رحمت و شفقت: اللہ تعالی نے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور فرمایا :

”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر“ (سورة الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)۔

چنانچہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم، شفقت و رحمت کے پیکر تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے خیر خواہ اور ابرِ رحمت بنے رہے ہیں، کبھی بھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے کچھ نمونے:

غیر مسلموں پر رحمت و شفقت: غیر مسلموں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شفقت و رحمت اس طرح تھی کہ ان کی طرف سے اذیت رسانی کے باوجود ان سے انتقام نہ لیتے، مکہ کے مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو نہ صرف تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو آپ کے وطن سے نکل جانے پر مجبور کیا ، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے مشرکین مکہ سے رواداری اور مکارم اخلاق کا مظاہرہ فرمایا ۔ مکہ میں قحط سالی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی مالی امداد کی ، طائف والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو اذیت پہنچائی مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

منافقین پر رحمت و شفقت: مدینہ منورہ میں منافق لوگ بھی رہتے تھے جو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتے رہے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان کو جاننے کے باوجود بھی ان سے حسن سلوک رکھتے تھےاور ان سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کو بھی مالی اور دنیاوی فوائد میں شامل فرماتے۔

عورتوں پر شفقت و رحمت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب معاشرے میں لڑکی کی پیدائش موجب ذلت سمجھی جاتی تھی ، لڑکیوں کو زندہ در گور کیا جاتا تھا۔اس طرح تمام معاشروں میں عورت سب سے زیادہ مظلوم طبقے میں شامل تھی۔ وہ کمزور اور حقیر تصور کی جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ہر قسم کا غیر انسانی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے عورت کو معاشرے میں باوقار مقام عطا فرمایا۔ اس کے حقوق اس قدر مقرر کیے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا. حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے عورتوں کے حقوق کی پاسداری اور ان سے ہمدردی والے سلوک کی تاکید فرمائی۔

فرمایا: ” لوگو! عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو ، وہ تمہارے زیر کفالت ہیں، تم نے ان کو اللہ کے عہد پر رفاقت میں لیا ہے، وہ نازک اور پاک دامن ہیں، ان کے حقوق کی حفاظت کرو اور ان کے اوپر کسی قسم کی زیادتی نہ کرو“۔ (سنن ابن ماجہ)

بچوں پر شفقت و رحمت: سرور کونین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے، ان سے محبت کرتے ، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ، ان کو پیار کرتے ، کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ دیتے ، کبھی ان کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھاتے ، ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ

وسلم بچوں کے ساتھ خوش طبعی بھی کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بچوں پر رحمت و شفقت کرنے کی تاکید بھی کرتے تھے ۔

فرمایا: ”جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔

جانوروں پر رحمت: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رحمت و شفقت انسانوں تک ہی محدود نہیں تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی رحمت وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے روکا۔ لوگ کھیل تماشے میں کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کیا کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ جانوروں کو مارنے ، ان کو بھوکا پیاسا رکھنے اور ان پر ناقابل برداشت بوجھ رکھنے سے منع فرمایاہے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا ، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے نہایت ہی شفقت کے ساتھ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک سے فرمایا:” اس جانور کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟“

عفو و درگذر: عفو ودر گذر ، رحم و کرم، محبت و شفقت ، فیاضی، ضبط و تحمل ، بردباری ، فراخ دلی و رواداری سیرت طیبہ کے نمایاں پہلو ہیں ۔ عفو ودر گذر اور رحم و کرم کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ کفار مکہ تیرہ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا ، طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں ، ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے مگر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعے پر عفو و در گذر اور رواداری کا ایسا مظاہرہ کیا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۔ خُلق عظیم کا مطلب بلند اور اعلیٰ اخلاق ہے ۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اخلاق کے اعلی درجے پر فائز تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اپنے دوستوں ، دشمنوں، چھوٹوں بڑوں ، یہاں تک کہ جانوروں سے محبت اور رحمت و شفقت کا رویہ رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ہمیں بھی اسی بلند اخلاق کا درس دیا ہے۔

اس سبق سے ہمیں پیغام ملا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی عظیم اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ چوں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے امتی ہیں اس لیےہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے نبی حضرت محمد

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کو اپنائیں، تاکہ معاشرے کے بہترین فرد ثابت ہو سکیں۔

سرگرمی برائے طلبہ طالبات

۔ طلبہ و طالبات خُلق عظیم کا مفہوم ایک دوسرے کو سنائیں۔

۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رواداری کا کوئی واقعہ لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیں۔

۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی بچوں پر رحمت و شفقت کے کوئی بھی دو واقعات تلاش کر کے تحریر کریں۔

۔ اپنی روز مرہ زندگی سے بھی کوئی واقعہ سنایئے۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ قرآن مجید میں خلق عظیم کی صفت کس کے بارے میں بیان کی گئی ہے؟

2۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رحمت و شفقت سے کون کون بہرہ ور ہوا؟

3۔اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو کس کے لیے رحمت بنا کر بھیجا؟

4۔ قرآن مجید کی آیت "وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" کا ترجمہ کیا ہے؟

2۔ خالی جگہیں پر کریں۔

1۔ خلق عظیم بلند اور ------------اخلاق ہے۔

2۔ حجۃ الوداع کے موقعے پر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: لوگو ! عورتوں کے بارے میں میری--------قبول کرو۔

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بچوں پر --------کرنے کی تاکید بھی کرتے تھے۔

4۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعے پر ------اور رواداری کا عظیم مظاہرہ کیا۔

5۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جانوروں کے ساتھ بھی-------کا معاملہ فرماتے تھے۔

3. صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا گیا:

(الف) جانوروں کے لیے
(ب) انسانوں کے لیے

(ج) جنوں کے لیے
(د) تمام جہانوں کے لیے

2۔ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا:

(الف) دس سال
(ب) گیارہ سال

(ج) آٹھ سال
(د) تیرہ سال

3۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ایک ---------کے باغ میں تشریف لے گئے :

(الف) انصاری
(ب) یہودی

(ج) بدو
(د) مشرک

4۔ لوگ کھیل تماشے کے طور پر کسی----------کو باندھ کر نشانہ بازی کرتے تھے :

(الف) پرندے
(ب) کسی غلام

(ج) جانور
(د) دشمن

4۔ کالم -1 کے الفاظ کو کالم-2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملاکر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عورت کو 2۔ دین کی دعوت دینے والے کے لیے 3۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے 4۔اخلاقی لحاظ سے کوئی ایسی خوبی نہ تھی	عمدہ اخلاق کا مالک ہونا بے حد ضروری ہے۔ جانوروں کو آپس میں لڑانے سے روکا۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں نہ ہو۔ باوقار مقام عطا کیا۔

5. مندرجہ ذیل عبارات مکمل کریں۔

1- خُلق عظیم ---

2- تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں---------------------------------------

3- جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا ---

4- یقینا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اخلاق کے اعلیٰ-------------------------

ہدایات برائے اساتذہ

-حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے خُلق عظیم کے عنوان پر طلبہ و طالبات کے درمیان ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

- ”رحمت و شفقت سے متعلق کچھ آیات و احادیث “ لکھ کر استاد کو دکھائیں۔

-مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ وطالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں۔ (الگ الگ گروپ کو الگ الگ عنوان دیں)۔

- رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا امت مسلمہ پر لطف و کرم۔

- رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا عورتوں پر رحم و کرم۔

- رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا خادموں کے ساتھ برتاؤ۔

-رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا اسلام کے دشمنوں پر رحم و کرم۔

2۔عدل و احسان

Assessment جائزہ	Methodology طریقہ تدریس	SLOs حاصلات تعلم	Theme عنوان	نمبر
1۔ زبانی طریقہ 2۔ تحریری طریقہ	۔ تقریری طریقہ ۔ قصہ گوئی کا طریقہ ۔سوال و جواب کا طریقہ ۔استاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عدل و احسان کے متعلق واقعات کو ذکر کریں اور طلبہ سے عدل کے فوائد تحریر کرائیں۔	۔عدل و احسان کا مفہوم اور اس کی فضیلت جان سکیں۔ ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے عدل و احسان کے بارے میں جان کر معاشرے میں عدل واحسان کے قیام کے لیے کوشش کر سکیں۔	عدل و احسان	1

عدل کا مفہوم: عدل عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں برابری ، انصاف ۔ انصاف یہ ہے کہ آدمی کو اس کا واجب حق دیا جائے اور اس سے واجب حق لیا جائے۔ عدل سے مراد یہ بھی ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ بھلائی کرے، اس کے ساتھ اتنی ہی بھلائی کی جائے اور جو شخص کسی کے ساتھ برائی کرے، اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے۔ اسی طرح ہر کام مناسب وقت پر کرنا اور ہر چیز کو موزون مقام پر رکھنا بھی عدل ہے۔

احسان کا مفہوم: احسان کے لفظی معنی ہیں اچھا برتاؤ ، نیک عمل اور دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینا، یعنی احسان سے مراد یہ ہے کہ نیکی کے بدلے میں زیادہ

نیکی اور برائی کے بدلے میں بھی نیکی کی جائے۔ احسان یہ بھی ہے کہ خود اپنے حق سے کچھ کم پر راضی ہو جانا ۔احسان یہ بھی ہے کہ :کسی کام کو خوب صورت اور بہتر طریقے سے انجام دیا جائے، یعنی ہر کام میں حسن و خوبی پیدا کرنا۔

عدل و احسان کی اہمیت: عدل کو معاشرتی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل ہے ، اگر دنیا میں عدل قائم نہ ہو تو فرد اور معاشرہ فساد کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے عدل کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی **(المائدہ آیت- 8)۔**

ترجمہ: انصاف کیا کرو کہ یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔

دوسری جگہ عدل کے ساتھ ساتھ احسان کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (سورۃ النحل آیت- 90)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی تم کو انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے ایک بہترین معاشرے کی تکمیل کے لیے ، انسانی زندگی کے ہر شعبے میں عدل کا حکم دیا ہے، اس کے بعد احسان کی تاکید کی ہے۔ انفرادی طور پر ہر مسلمان کے قول و عمل کے ساتھ ساتھ معاشرتی ، معاشی، سیاسی اور عمرانی زندگی میں عدل و انصاف کا قائم ہونا ضروری ہے ، کیونکہ ان دونوں صفات سے معاشرے میں امن و سکون کی فضا قائم ہوتی ہے، ان کے نہ ہونے کی وجہ سے معاشروں میں حق تلفیوں کی وجہ سے بگاڑ اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا عدل و احسان:

سرور کونین حضرت محمدرسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم عدل و احسان کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے معاملات میں عدل و انصاف اور احسان کی شاندار مثالیں قائم کیں۔ کتب سیرت و حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے عدل و انصاف کے بے شمار واقعات مذکور ہیں ، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہر ایک کے ساتھ چاہے دوست ہو یا دشمن ، اپنا ہو یا پرایا، ہمدردی، میانہ روی، رواداری، اور حق و انصاف والا رویہ رکھتے تھے، نہ کسی سے انتقام لیا اور نہ ہی مخالفین کو حد سے بڑھ کر سزا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی عدالت میں دوست، دشمن ، طاقت ور اور کمزور میں کبھی کوئی فرق نہیں کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اپنی امت کو بھی ہمیشہ عفو و در گزر کی تاکید کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

’’آپس میں ایک دوسرے کی کوتاہیوں کو معاف کردیا کرو‘‘۔

عدل و انصاف کی مختلف صورتیں:

اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو اس کے اخلاقی ، معاشرتی، قانونی اور سیاسی حقوق پوری ایمان داری کے ساتھ ادا کیے جائیں۔ لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ، خوش اخلاقی اور باہمی مروت والا سلوک اختیار کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کا لحاظ رکھتے ہوئے دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینا اور خود اپنے حق سے کچھ کم پر راضی ہونا، عفو و در گذر اختیار کرتے ہوئے باہم لڑائی جھگڑوں سے باز رہنا ، اگر کوئی شخص جرم کرے ، یا شدید زیادتی کرے تو خود اس سے نہ الجھنا بلکہ اس کو عدالت و قانون کے حوالے کیا جائے ، تاکہ ظالم کو اس کے جرم کی سزا ملے، جس سے اس کی اصلاح ہو اور معاشرہ بھی اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ :

عدل ، انصاف اور برابری کو کہتے ہیں۔ کسی کی اچھائی کے بدلے اتنی ہی اچھائی اور کسی کی برائی کے بدلے اتنا ہی بدلہ لیا جائے۔ احسان یہ ہے کہ کسی کے ساتھ بھلائی کی جائے یا اس کی بھلائی کے بدلے زیادہ بھلائی کی جائے یا کسی کی برائی کو معاف کیا جائے یا کسی کی برائی کے بدلے اس کے ساتھ اچھائی کی جائے ۔ عدل کے بغیر اچھا معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا اور احسان کے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایک مضبوط اور مہذب معاشرے کے قیام کے لیے عدل و احسان لازمی ہے۔

اس سبق سے یہ پیغام ملا کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے معاشرے میں عدل و احسان کو فروغ دیں ، کیونکہ معاشرے کے امن و ترقی اور خوش حالی کا دارو مدار عدل و احسان پر ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۔عدل و احسان کا مفہوم ایک دوسرے کو سمجھائیں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ عدل سے کیا مراد ہے؟

2۔احسان سے کیا مراد ہے؟

3۔عدل واحسان کے بارے میں کسی آیت کا مفہوم بتائیں۔

4۔ احسان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا طرز عمل بیان کریں۔

2. خالی جگہیں پر کریں۔

1۔ سرور کونین حضرت محمدرسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم عدل و احسان کے ------مقام پر فائز تھے۔

2۔ معاشروں میں حق تلفیوں کی وجہ سے ---------اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔

3۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے کی ------کو معاف کر دیا کرو۔

4۔ عفو ودر گذر کرتے ہوئے باہم-----------سے باز رہنا۔

3. صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی **(المائدہ آیت- 8)**۔ کی آیت میں حکم ہے:

(الف) نماز کا (ب) صبر کا (ج) شکر کا (د) عدل کا

2۔ عدل لفظ ہے:

(الف) عربی زبان کا (ب) فارسی زبان کا (ج) اردو زبان کا (د) سندھی زبان کا

3۔ عدل میں ہوتا ہے:

(الف) انصاف (ب) صبر و تحمل (ج) احسان (د) عفو و درگذر

4۔ برائی کے بدلے بھلائی کرنے کو:

(الف) عدل کہتے ہیں۔ (ب) احسان کہتے ہیں۔ (ج) عفو و درگذر کہتے ہیں -(د) مساوات کہتے ہیں۔

4. درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے(✗) کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی عدالت میں اپنے اور پرائے، مسلم اور غیر مسلم، طاقت ور اور کمزور کا کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔		
2۔ ہر کام میں حسن و خوب صورتی پیدا کرنا بھی عدل کہلاتا ہے۔		
3۔ اللہ تعالی تم کو احسان کا حکم دیتا ہے۔		

5. کالم-1 الفاظ کو کالم-2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملا کر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1- عدل کے لفظی معنی ہیں 2- احسان سے مراد یہ ہے کہ 3- انصاف کیا کرو کہ 4- آپس میں ایک دوسرے کی کوتاہیوں کو	یہ پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔ معاف کیا کرو۔ برابری ، انصاف۔ دوسرے کو اس کے حق سے زیادہ دینا۔

ہدایات برائے اساتذہ

۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ و طالبات کے سامنے عدل و احسان پر مزید واقعات عمدہ انداز میں پیش کریں، تا کہ عدل و احسان کا مفہوم ان کے ذہنوں میں واضح ہو جائے۔

۔ مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں:

- ❖ کائنات میں نظام عدل اور اس کی مثالیں۔
- ❖ عدل و احسان سے معاشرے میں توازن اور امن و بھائی چارے کی وضاحت۔

5. حسن معاشرت

نمبر	Theme عنوان	SLOs حاصلات تعلم	Methodology طریقہ تدریس	Assessment جائزہ
1	حسن معاشرت	۔حسن معاشرت کا مفہوم اور اس کے تقاضے جان سکیں۔ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حسن معاشرت کی چند مثالیں جان سکیں۔	۔تقریری طریقہ ۔ قصہ گوئی کا طریقہ ۔ مظاہراتی طریقہ ۔ سوال و جواب کا طریقہ	1- زبانی طریقہ 2- تحریری طریقہ

حسن معاشرت کا مفہوم: انسانی تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ انسان ابتدائے آفرینش سے کسی نہ کسی شکل میں معاشرے سے وابستہ رہا ہے، اور قرآن و احادیث سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ انسان فطری طور پر معاشرت اور اجتماعیت پسند ہے۔ اور اسلام نے انسان کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کو مفید اور آسان بنانے کے لیے حقوق و فرائض مرتب کیے ہیں۔ ان حقوق و فرائض کو اپناتے ہوئے زندگی گذارنے کو حسن معاشرت کہا جاتا ہے۔ ان حقوق و فرائض میں نہ صرف والدین، رشتہ دار اور دوست شامل ہیں بلکہ اس میں محلہ، وطن اور قوم کے لوگ یہاں تک کہ حیوانات و نباتات بھی شامل ہیں۔

چنانچہ حسن معاشرت سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق دیا جائے۔ اپنے پورے ماحول اور اس کے تمام افراد کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیے جائیں ۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، بڑوں کا ادب کیا جائےاور چھوٹوں پر شفقت کی جائے، ہر انسان کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ اختیار کیا جائے۔

حسن معاشرت کی اہمیت: قرآن و سنت میں حسن معاشرت پر بہت زور دیا گیا ہے ۔ اللہ تعالی نے اپنی عبادات اور بندگی کے ساتھ والدین ، رشتہ داروں ، یتیموں ، مسکینوں، قریبی اور دُور کے پڑوسیوں ، ساتھیوں ، مسافروں اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "جو تم سے تعلق توڑنا چاہےتم اس سے تعلق جوڑو ، جو تم پر زیادتی کرے تم اسے معاف کرو اور جو تم سے برائی کرے تم اس سے اچھائی کرو "۔ آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ " آپ کسی کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اسے سلام کرو"۔

حسن معاشرت کے مختلف پہلو: حسن معاشرت کے سلسلے میں اسلام نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ والدین ، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کیا جائے ، دوستوں کے ساتھ محبت اور مروت سے پیش آیا جائے ، چھوٹوں پر شفقت کی جائے، قانون کا احترام کیا جائے، پڑوسی کا خیال رکھا جائے، خواتین کا احترام کیا جائے، انہیں مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد سے گریز نہ کیا جائے۔ اپنے تمام بھائیوں کی امداد، خیر خواہی اور غم خواری کی جائے۔ ان اعمال اور رویوں سے اجتناب کیا جائے جو اجتماعی زندگی میں فساد کا سبب بنتے ہیں۔ جن کی وجہ سے آپس میں تعقات خراب ہوتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے کے اوپر طعن کرنا ، دوسروں کے حالات کی کھوج کرید کرنا ، لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرنا، یہ وہ اعمال ہیں جو بجائے خود بھی گناہ ہیں اور ساتھ ساتھ معاشرے میں بگاڑ بھی پیدا کرتے ہیں۔

حسن معاشرت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کا بھی خیال رکھا جائے کیوں کہ یہ ہمارے آج کے دور کی معاشرتی ضروریات میں بہت اہمیت کے حامل ہیں:

۔ گندی اور ناکارہ چیزیں گلی اور راستے میں نہ پھینکی جائیں، بلکہ ان کو ان کی مخصوص جگہوں پر پھینکا جائے ۔

۔ اونچی آواز میں ریڈیو، ٹی وی یا لاؤڈ اسپیکر چلا کر ارد گرد کے لوگوں کے آرام میں خلل نہ ڈالا جائے۔

۔ گلیوں میں اور سڑکوں پر کھیل کود یا ایسے عمل سے اجتناب کیا جائے ، جس سے راہ گیروں کو تکلیف ہوتی ہو ، گھروں کو نقصان پہنچتا ہو اور بعض اوقات کسی کو چوٹ بھی لگ سکتی ہے۔

۔غیر ملکیوں کا احترام کریں اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔

۔ بسوں، ویگنوں اور ریل گاڑی میں سفر کے وقت معذوروں ، بیماروں، بزرگوں اور عورتوں کا خیال رکھیں۔

حسن معاشرت اور سیرت طیبہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم اپنے عزیزوں ، رشتہ داروں ، دوستوں، پڑوسیوں ، چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ رکھتے تھے۔ ان کی قانونی ، مالی، اخلاقی ہر طرح کی مدد فرماتے۔ کوئی بیمار ہو جاتا تو بلا امتیاز اس کی بیمار پرسی کے لیے چلے جاتے۔ مکہ والوں نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو کتنا تنگ کیا ، کتنی اذیتیں دیں، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو ہجرت پر مجبور کیا، مگر جب مکہ میں قحط پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے مالی امداد کے ساتھ ساتھ ان کے لیے غلے کا انتظام فرمایا اور قحط سے نجات کی دعا کی۔ یہودیوں کی طرف سے مخالفت ہر ایک کو معلوم ہے، لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یہودیوں کے ساتھ بھی لین دین اور حسن سلوک جاری رکھا۔ اگر کوئی ناپسندیدہ آدمی بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں آ جاتا تو اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم خندہ پیشانی سے پیش آتےاور بے تکلفی سے بات چیت کرتے، اپنی ناپسندیدگی کا احساس تک نہ دلاتے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۔انسان جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں کے لوگوں کے باہمی حقوق و فرائض ہوتے ہیں، ان حقوق و فرائض کا خیال رکھتے ہوئے زندگی گذارنے کو حسن معاشرت کہا جاتا ہے۔ قرآن و سنت میں حسن معاشرت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ لوگوں کے حقوق ادا کرنا ، بڑوں کا احترام کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا ، پڑسیوں کا خیال رکھنا ، لوگوں کی شادی غمی میں شریک ہونا ، ان کی حتی المقدور مدد کرنا ، یہ سارے عمل حسن معاشرت کا حصہ ہیں۔ اسلام میں شرافت و تقوی کا معیار انسان کے اچھے رویے اور حسن معاشرت کو قرار دیا گیا ہے۔

اس سبق میں ہمارے لیے پیغام ہے کہ ہم اپنے معاشرے کے تمام لوگوں کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ اپنے تعلق داروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں، ان کی خدمت کریں۔ ہم اپنے گھر، پڑوس، مسجد، محلے، اسکول اور ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔ معاشرے کے مفید ، ہمدرد، قانون کا احترام کرنے والے، وقت کے پابند اور بزرگوں کا احترام کرنے والے اچھے شہری بن جائیں اور ہر ایسے قول و عمل سے گریز کریں جن سے معاشرے میں فساد اور جھگڑا پیدا ہو اور دوسروں کی دل آزاری ہو۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

-طلبہ و طالبات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں گھر، اسکول اور محلے میں حسن معاشرت کی صورتیں تحریر کریں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ حسن معاشرت سے کیا مراد ہے؟

2۔ حسن معاشرت کی کوئی دو صورتیں تحریر کریں۔

3۔ حسن معاشرت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی کوئی حدیث بتائیں۔

4۔ حسن معاشرت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا طرز عمل بیان کریں۔

2۔ خالی جگہیں پر کریں۔

1۔ جو تم پر زیادتی کرے تم اسے --------------کردو۔

2۔ کسی کی چیز اس کی -----------کے بغیر نہ لی جائے۔

3۔ دوستوں کے ساتھ محبت اور ----------سے پیش آئیں۔

4۔ اگر کوئی ناپسندیدہ آدمی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں آ جاتا، تو اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم -------------سے پیش آتے تھے -

3۔ صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ دوسروں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھتے ہوئے زندگی گذارنے کا نام ہے:

(الف)حسن معاشرت (ب) صداقت (ج)مساوات (د) عدل

2۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: آپ کسی کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اسے:

(الف) اچھا سمجھو(ب) سلام کرو (ج) برا بھلا مت کہو (د)دعا دو

3۔ حسن معاشرت کے سلسلے میں اسلام نے ہمیں یہ بھی ہدایت دی ہے کہ:

(الف) کسی کا مذاق نہ اڑائیں (ب) لا پرواہی سے زندگی گذاریں (ج) خواہ مخواہ بد گمانی کریں (د)صرف اپنے ہی مفادات پر نظر رکھیں۔

4۔ مکہ میں قحط کے موقعے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی امداد کی:

(الف) اونٹنیاں بھیجیں (ب) غلہ بھیجا (ج) کھجوریں بھیجیں (د) بکریاں بھیجیں

4۔ کالم-1 الفاظ کو کالم-2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملا کر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1۔ ہر انسان کا اس کے مقام و مرتبے کے مطابق 2۔ ان اعمال اور رویوں سے اجتناب کیا جائے 3۔ اپنے معاشرے کے تمام لوگوں سے 4۔ حسن معاشرت سے مراد ہے:	جو معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا سبب بنتے ہوں۔ احترام کیا جائے۔ ہر شخص کو اس کا حق دیا جائے۔ حسن سلوک سے پیش آئیں۔

5۔ درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1۔ حسن معاشرت کا مطلب ہے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔		
2۔حسن معاشرت یہ ہے کہ تمام افراد کے حقوق و فرائض کا لحاظ رکھا جائے۔		
3۔ حسن معاشرت یہ ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور لاؤڈ اسپیکر بڑی آواز سے چلایا جائے۔		
4۔ اسلام نے ہدایت فرمائی ہے کہ والدین اور اساتذہ کا احترام کیا جائے۔		
5۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ لین دین نہیں کیا۔		

ہدایات برائے اساتذہ

۔طلبہ/ طالبات کے سامنے حسن معاشرت کے سلسلے میں بزرگان دین کی کچھ مثالیں پیش کریں۔

۔مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں:

- ❖ حسن معاشرت کی وسعت۔
- ❖ حسن معاشرت کے فوائد و نتائج۔

باب چہارم: اخلاق و آداب

تعارف

اخلا ق: " خُلق" کی جمع ہے ۔ لُغت میں "خُلق " کا مطلب ہے: طبیعت یا طبعی خصلت ، مروت، عادت اور دِین کو بھی خلق کہا جاتا ہے۔ اخلا ق سے مراد انسان کی وہ عادات و خصلتیں ، رویے اور طور طریقے ہیں جن کے مطابق وہ زندگی گزارتا ہے۔ اگر انسان کی یہ عادات، رویے اور طور طریقے اچھے ہیں ، تو انہیں "اخلاق حسنہ" یا اخلاق حمیدہ" کہا جاتا ہے اور اگر وہ برے ہیں تو انہیں "اخلاق سیئہ" یا "اخلاق رذیلہ" یعنی برے اخلاق کہا جاتا ہے۔

آداب: ادب کی جمع ہے ۔ "ادب " تہذیب ، شائستگی، سلیقہ اور اچھے طریقے کو کہا جاتا ہے۔ آداب سے مراد یہ ہے کہ ہر کام مہذب انداز ، شائستگی، سلیقے اور خوب صورت انداز میں کیا جائے۔ اس لیے یوں کہا جا سکتا ہے کہ اچھے اوصاف کو اپنانا ”اخلاق“ ہے اور ان اوصاف کو مہذب، خوب صورت و دل نشین انداز میں پیش کرنا "آداب" ہےمثلاً سلام کرنا اخلاق حسنہ ہے اور اس کے لیے اس کی ادائیگی اور موقعہ و محل ملحوظ رکھنا ادب ہے۔ ادب کے ساتھ جو کام کیا جاتا ہے وہ پر اثر ہوتا ہے اور اسے پذیرائی ملتی ہے، جیسے کہا جاتا ہے : با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب۔

اسلام چونکہ اپنے ماننے والوں کو با اخلاق ، مہذب اور شائستہ مزاج والا دیکھنا چاہتا ہے ، اس لیےوہ اچھے اخلاق و آداب کو اپنانے کا حکم دیتا ہے اور برے اخلاق و آداب سے روکتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اخلاق کے اعلی درجے پر فائز فرمایا تھا۔ اور چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے امتی بھی اعلی اخلاق کو اپنائیں کیونکہ اخلاق کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے قربت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے:” یقیناً تم میں سے میرے لیے محبوب اور قیامت کے دن میرے قریب وہ شخص ہوگا جو اعلی اخلاق کا مالک ہو“۔

اخلاق کے متعلق اسلامی تعلیمات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھے اخلاق کو اپنائے ، اپنے رویوں کو مثبت بنائے ، کیونکہ اخلاق بعثت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مقاصد میں سے ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو تمام لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

اس باب میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ،کسب حلال ، کاروبار میں دیانت، نظم وضبط اور قانون کا احترام کے اسباق شامل ہیں۔

مقاصد

اس باب میں شامل اسباق کے مطالعے کے بعد طلبہ نہ صرف دنیوی زندگی کے معاملات میں اخلاق و آداب سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے، بلکہ مثبت رویوں کو عملی زندگی میں اپنا کر اچھے مسلمان اور اچھے پاکستانی شہری بننے کی کوشش کر کے معاشرے میں امن و سکون والی فضا قائم کر سکیں گے اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ بندے بن سکیں گے۔

1۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

نمبر شمار	Theme عنوان	SLOs حاصلات تعلم	Methodology طریقہ تدریس	Assessment جائزہ
1	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	طلبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مفہوم و اہمیت جان سکیں گے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اپنی زندگی کا معمول بنا سکیں گے۔	۔تقریری طریقہ ۔ مکالماتی طریقہ ۔ استاد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی مزید وضاحت کر کے طلبہ سے کچھ معروف اور کچھ منکر اعمال کے چارٹ بنوائے۔	1۔ زبانی طریقہ 2۔ تحریری طریقہ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مفہوم:

امر کے لفظی معنی ہیں: حکم، فرمان اور مطالبہ۔ نہی کے لفظی معنی ہیں: روک اورممانعت۔

معروف عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں بھلائی، احسان، حسن سلوک، عطیہ، نیکی۔ اصطلاحاً اس کے معنی ہیں: ہر وہ عمل جس کی اچھائی اور خوبی عقلاً اور شرعاً ثابت ہو۔ منکر بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: برائی، بری بات، اور برا کام ۔ منکر کی جمع منکرات ہے۔ اصطلاح میں منکر کے معنی ہیں: عقل سلیم کے نزدیک ہر بری اور نا گوار بات اور عمل کو منکر کہا جاتا ہے یعنی ہر وہ بات یا عمل جو اخلاقاً ناپسندیدہ اور شریعت میں حرام ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔

1. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت:

دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے اللہ تعالی نے ابتدائے آفرینش سے خصوصی اہتمام فرمایا ہے، لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء بھیجے ، جنہوں نے عقائد کے ساتھ ساتھ حسن معاشرت کے اصول بتائے ، اور ان اصولوں کو عملی طور پر نافذ کر کے بھی دکھایا، اللہ تعالی کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم چونکہ رہتی دنیا تک نبی اور پیغمبر ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے درست عقائد کے ساتھ ساتھ ایسے معاشرے کے قیام کے لیے خود بھی کوششیں کیں اور امت کو بھی تاکید فرمائی ۔ جس معاشرے میں امن، محبت، سکون، عدل و احسان ، رواداری و ہمدردی والے رویے اور کام عام ہوں، اور معاشرے میں ایسے اعمال نہ پنپنے پائیں جن کی وجہ سے فساد، بگاڑ اور انتشار پیدا ہوتا ہے ۔

اسلام نے انسانی رویوں اور اعمال کو دو قسموں میں ذکر کیا ہے۔ ایک "معروف" اور دوسرا "منکر"۔ معروف اعمال میں عدل، احسان، حق، سچائی، بھائی چارہ، امن و سلامتی و دیگر اخلاق فاضلہ شامل ہیں۔

دوسرے وہ اعمال جن کو "منکر" کہا گیا ہے ،یہ وہ اعمال ہیں جن سے معاشرے میں فساد ، بگاڑ اور انتشار پیدا ہوتا ہے ، ان میں سے چند نمایاں "منکر" اعمال یہ ہیں: کفر وشرک، قتل وغارت، دھوکہ بازی، بد عہدی، نافرمانی، تکبر و خود غرضی، قبضہ گیری،

بھتہ خوری، رشوت ستانی، اور دوسروں کا حق مارنا ، ناپ تول میں کمی و ملاوٹ ، یتیم کا مال کھانا وغیرہ۔ منکر اعمال میں سب سے بڑا درجہ فواحش کا ہے ، جس کا اطلاق ان تمام بے ہودہ اور شرم ناک افعال پر ہوتا ہے، جو اپنی ذات میں قبیح ہوں اور ان کے اثرات بھی خراب ہوتے ہیں، مثلا زنا، بدکاری، برہنگی و عریانی، محرمات سے نکاح ، چوری، شراب نوشی و دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال ، غیبت و بہتان بازی، بد کلامی اور گالیاں بکنا وغیرہ۔

قرآن مجید نے اس قسم کے اعمال کرنے سے نہ صرف سختی سے منع کیا ہے بلکہ ان کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ ہر اس عمل سے بھی روکا ہے جو انسان کو فواحش کے لیے ابھارے یا آمادہ کرے، مثلا، فحش مکالمے، جنسی جذبات کو ابھارنے والے گیت گانے، عریاں تصاویر و فلمیں ، فحش ناول و ڈرامے وغیرہ۔ یہ افعال نہ علانیہ کیے جائیں نہ چھپ کر ۔ ارشاد باری تعالی ہے: ”اور فواحش (بے حیائی) کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ“۔ (سورۃ الأنعام آیت- 151)۔

کسی بھی پاکیزہ معاشرے کے لیے فواحش کو پھیلانا بھی اتنا ہی مہلک ہے جتنا ان کو کرنا، اللہ تعالی کا فرمان ہے : " جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والے گروہ میں فحش پھیلے ، وہ دنیا و آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔" (سورۃ النور آیت 19)۔

اس لیے اسلامی معاشرے کے ذرائع ابلاغ ان حدود میں کام کریں جنہیں قرآن و سنت نے متعین کیا ہے۔ لہذا ابلاغ کی آزادی کے نام پر جنسی آوارگی، فحش مکالمے ، عریاں مناظر، جھوٹے پروپیگنڈے اور حیا سوز حرکتوں کی اشاعت نہیں کر سکتے۔
فرمان خداوندی ہے: " اللہ عدل و احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور فواحش (بدی، بے حیائی) ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے ، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم سبق لو۔ (سورۃ النحل آیت 90)۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی اور فرمایا: " بیٹا نماز قائم کرو، نیکی کا حکم دو ، بدی سے منع کرو، اور جو مصیبت بھی پڑے ، اس پر صبر کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ (سورۃ لقمان آیت 17)۔

خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے متعلق فرمان الہی ہے: "(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے ، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ (سورۃ الاعراف آیت 157)۔

انبیاء کے پیغام اور مہم کو لوگوں کی طرف پہنچانے میں علماء ان کے وارث ہوتے ہیں، اس لیے اللہ نے ان کو بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ- وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت - 104)

"تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں ، جو لوگ یہ کام کرتے رہیں گے، وہی فلاح پائیں گے۔"

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عمومی حکم دے کر پوری امت کو خیر امت کا لقب دے کر فرمایا: " تمام امتوں میں سب سے بہترین گروہ تم ہو، جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو ، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۃ آل عمران آیت-110)۔

یعنی امت مسلمہ کے ہر فرد کو اپنی بساط کے مطابق یہ فریضہ انجام دینا ضروری ہے ۔ اس طرح امت کا عمومی مزاج معروف کو اختیار کرنے اور منکر سے گریز کرنے والا ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے بھی اس فریضے کی انجام دہی کے لیے تاکید فرمائی اور صدقہ قرار دیا۔ فرمایا:

"وَأَمرٌ بِالمَعرُوفِ صَدَقَةٌ، ونَهَيٌ عَنِ المُنكرِ صَدَقَةٌ"

ترجمہ: نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکی کی اشاعت کرنا اور برائی سے روکنا ، ہر مسلمان کا انفرادی طور پر فرض ہے اور اسلامی ریاست کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے

تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے معاشرے میں معروف کاموں کو رواج دے اور منکرات کا قلع قمع کرے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے اصول و شرائط:

1. با عمل ہونا: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے خود معروف پر عمل کرے اور منکرات سے اجتناب کرے ، ورنہ اس کے پیغام میں اثر نہیں رہے گا اور دعوت بے سود ہو جائے گی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سورۃ البقرۃ آیت 44)۔

ترجمہ: تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو ، مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو، کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے؟

2. حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے دعوت دینا:

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ’’اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو‘‘۔ (سورۃ النحل آیت- 125)۔

یعنی مخاطب کی ذہنیت ، موقعہ و محل کو دیکھ کر بات کی جائے، تاکہ وہ بات سننے کے لیے پوری طرح آمادہ ہو جائے ، ایسے طریقے سے بات کی جائے جس سے دل سوزی اور خیر خواہی ٹپکتی ہو۔ محض مناظرہ بازی ، فضول بحث جس میں تلخ کلامی، الزام بازی ، گالی گلوچ اور طنز نہ ہو، بلکہ شریفانہ اور اخلاق کے ساتھ ہو تاکہ اس کے اندر آپ کی نصیحت پر رغبت اور شوق پیدا ہو۔

3. امر بالمعروف و نہی عن المنکرکا فریضہ طاقت اور وسعت کے مطابق ادا کرنا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے: "تم میں سے جو شخص برائی ہوتے ہوئے دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روک نہ سکے تو زبان سے روکے، اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو اس برائی کو دل میں برا سمجھے ، یہ ایمان کا ادنی درجہ ہے"۔ علماء اس حدیث کی تشریح میں یہ بتاتے ہیں کہ برائی کو ہاتھ یعنی طاقت سے روکنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے ، زبان یعنی وعظ و نصیحت کے ذریعے علماء کی ذمہ داری ہے اور وہ عام مسلمان جس کے اندر طاقت نہیں ہے وہ برائی کو برائی سمجھتے ہوئے اس سے نفرت کرے۔ جب اس کے اندر نفرت پیدا ہوگی تو وہ برائی کے قریب بھی نہیں جائے گا، اس طرح برائیاں اس معاشرے سے خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

سبق کا خلاصہ:

امر بالمعروف و نھی عن المنکر کا مطلب ہے : نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اس فریضے کی ادائگی کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام نے زندگی بھر اپنی کوششیں جاری رکھی ہیں ۔ قرآن و سنت میں بھی اس فریضے کی ادائگی کے لیے بہت تاکید کی گئی ہے۔ امت کے ہر فرد کو اپنی بساط کے مطابق یہ فریضہ انجام دینا ضروری ہے۔ اس طرح امت کا عمومی مزاج ، معروف اختیار کرنے اور منکر سے گریز کرنے والا ہو جائے گا۔

اس سبق سے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ: امتِ مسلمہ کے ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ فحشاء و منکرات کے قریب نہ جائے اور ان سے مکمل طور پر اجتناب کرے، اور دوسروں کو بھی اپنی وسعت کے مطابق فحشاء سے روکے اور معروف کی طرف دعوت حکمت اور موعظۃ حسنہ کے ذریعے دے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مقصد اور اس کے طریقے ایک دوسرے کو سمجھائیں۔

۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں کوئی ایک آیت اور ایک حدیث لکھ کر اپنے استاد کو سنائیں۔

۔طلبہ و طالبات معاشرتی برائیوں کی نشان دہی کریں اور ان کے خاتمے کرنے کے لیے تجاویز پیش کریں اور مباحثہ کریں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔امر اور نہی کے لفظی معنی کیا ہیں؟

2۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

3۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصول و شرائط میں سے کوئی بھی دو اصول بیان کریں۔

4۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت بیان کریں۔

2. صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔تمام امتوں میں تم سب سے بہترین امت ہو ا س لیے کہ تم:

(الف) نماز پڑھتے ہو (ب) اچھا سلوک کرتے ہو

(ج) صدقہ و خیرات کرتے ہو (د)نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو

2۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ:

(الف) طاقت اور وسعت کے مطابق کرنا چاہیے (ب) سختی کے ساتھ کرنا چاہیے

(ج)لوگوں سے منہ موڑ کر خاموش رہنا چاہیے (د)صرف حکمرانوں کو کرنا چاہیے

3۔برائی کو ہاتھ سے روکنے کا کام ہے:

(الف) علماء کا (ب) حکمرانوں کا

(ج) عام آدمیوں کا (د) تبلیغ و وعظ کرنے والوں کا

4۔ امر بالمعروف کا مطلب ہے:

(الف)روزہ رکھنا (ب) علم کا درس دینا (د)حج کی ترغیب دینا (د) نیکی کا حکم دینا

3. خالی جگہیں پر کریں۔

1۔ تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو ، مگر اپنے آپ کو ---------ہو۔

2۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام حکمت و ------ کے ساتھ کیا جائے۔

3۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اس فریضے کی انجام دہی کے لیے ------ فرمائی۔

4۔ اگر کوئی برائی کو زبان سے بھی نہ روک سکے تو اسے اپنے دل میں برا سمجھے اور یہ ----کا ادنی درجہ ہے۔

4. درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1۔ ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔ 2۔انسان خود حق پر قائم رہے، دوسروں کو حق کی دعوت دینا ضروری نہیں۔ 3۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام میں بہت زیادہ سختی کرنی چاہیے۔ 4۔ امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرض کو پورا کرے۔		

5. مندرجہ ذیل عبارات مکمل کریں۔

1۔ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق -----------------

2۔ اللہ تعالی نے پوری امت کو ---------کا لقب دیا ہے۔

3۔ جو لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر والا کام کریں گے وہی -------------پائیں گے۔

4۔ اگر برائی کو ہاتھ سے نہ روک سکے تو--------------------

5۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا رشاد گرامی ہے: نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا بھی---------ہے۔

ہدایت برائے اساتذہ

طلبہ و طالبات کے سامنے امر بالمعروف و نهی عن المنکر کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اس کے صحابہ کرام رضی اللہ عنهم کے عملی نمونوں کی کچھ مزید مثالیں بیان کریں، تاکہ وہ اس کی افادیت سے خوب آگاہ ہو سکیں۔

مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں:

- معاشرے کو ہر قسم کے منکرات (بگاڑ/برائیوں) سے بچانے کے لیے ایک مسلمان کی ذمہ داری۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ابتدا اپنی ذات سے۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے فائدے۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر ادا نہ کرنے کے نقصانات۔

2.کسب حلال

حاصلات تعلم

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

ـملک و ملت کے لیے ایثار کی اہمیت جا ن سکیں گے۔

ـ روز مرہ زندگی میں ملک و ملت کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا کر سکیں گے۔

کسب حلال کی اہمیت:اسلام نے معاشی اور اقتصادی معاملات کو با ضابطہ بنانے کے لیے واضح، مساویانہ اور مفید اصول اور معیار مقرر کیے ہیں۔ انفرادی ملکیت کے لیے کسب معاش کے ذرائع ، طریقے اور ضابطے مقرر کیے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلالًا طَيِّباً وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

(سورۃ البقرۃ آیت -168)

اے لوگو! زمین میں جو پاک اور حلال چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ ، اور شیطان کے بنائے ہوئے راستے پر نہ چلوکیوں کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یعنی کسب معاش اور رزق کے حصول کے لیے اللہ تعالی نے تمہارے لیے جو طریقے حلال اور جائز قرار دیے ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیے اور جو حرام چیزیں اور طریقے ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ شیطان چاہتا ہے کہ انسان غلط طریقے اختیار کر کے اللہ کی نا فرمانی کرے۔ جو ناجائز اور حرام طریقے ہیں ان کو قرآن و سنت نے واضح انداز میں بیان کردیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

سود، چوری، ڈاکہ زنی، قبضہ گیری، جوا،سٹہ بازی ، ملاوٹ ، ناپ تول میں کمی، رشوت ستانی، دھوکہ بازی، لاٹری، ذخیرہ اندوزی اور جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنا وغیرہ۔

ان غلط طریقوں سے مال حاصل کرنے والا اللہ تعالی کے نزدیک گنہگار ٹھہرتا ہے اور اللہ تعالی کی ناراضگی اور غضب مول لیتا ہے، جس سے اس کی آخرت خراب ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلی واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص حرام طریقوں سے مال کما کر زندگی گزارتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

عمومی طور پر ہمارے معاشرے میں کچھ ایسے غلط طریقے مروج ہیں ، جن کو ہم بظاہر معمولی سمجھتے ہیں مگر حقیقتاً قرآن و سنت نے ان کو بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ مثلاً سود کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ جو شخص سودی کاروبار کرتا ہے اس کے خلاف اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت- 279)۔ناپ تول کی کمی کو بھی ہم کم سمجھتے ہیں ، مگر قرآن مجید میں واضح انداز میں آیا ہے کہ ان لوگوں کے لیے تباہی و بربادی ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ۔ فرمایا:

"تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ، جن کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے جو مال لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھٹا کر دیتے ہیں (سورۃ المطففین آیت -1-3)۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر جس جرم کی وجہ سے عذاب نازل ہوا، وہ یہی تھا کہ اس کے اندر ناپ تول میں کمی اور ملاوٹ کا مرض عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔
رشوت لینے اور دینے والے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ کسی کے پلاٹ یا زمین پر قبضہ کرنے والے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: جس کا مفہوم یہ ہے "جس کسی نے دوسرے شخص کی بالشت برابر زمین پر قبضہ کیا ، تو قیامت کے دن وہ ٹکڑا اس کے لیے جہنم کا سبب بنے گا"۔
حرام طریقوں سے مال کمانے والوں کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ذکر ہے: " جس شخص کا کھانا پینا، لباس اور پوری غذا حرام طریقوں سے ہوئی ہے (چاہے وہ کتنا ہی نیک نمازی ہو) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ " اپنی خوراک کو پاک اور حلال بناؤ، تمہاری دعائیں قبول ہو جائیں گی"۔
اسی طرح حرام کمائی سے صدقات اور خیرات بھی قبول نہیں ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے:
"اللہ جل شانہ خود پاک ہے اور پاک چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے"۔

کسب حلال کی قرآن وسنت میں تاکید:

اللہ تعالی نے ہر زمانے میں مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں بھیجے ہوئے انبیاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ-اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (سورۃ المومنون آیت۔ 51)
اے پیغمبرو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل صالح کرو، تم جو بھی کرتے ہو، میں اس کو خوب جانتا ہوں۔
اس آیت میں اگرچہ پیغمبروں کو مخاطب کیا گیا ہے مگر حکم ان کے امتیوں کے لیے بھی ہے۔
چنانچہ ہمیں کئی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ محنت کر کے روزگار حاصل کرتے تھے۔ اور اپنی امت کو بھی حلال روزگار کے لیے تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے، حضرت موسی علیہ السلام مزدوری پر بکریاں چرا کر گذارہ کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ملک کا بادشاہ ہونے کے باوجود زرہیں بنا کر فروخت کرتے تھے۔ خود ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے بکریاں بھی چرائیں اور تجارت بھی کی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے رزق حلال کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا:

طَلَبُ كَسْبِ اَلْحَلاَلِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ اَلْفَرِيضَةِ.

حلال کمائی کی تلاش فرض عبادت کے بعد اہم فرض ہے۔

دوسری حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ایماندار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص دیانت داری اور سچائی سے محنت کرکے رزق حلال حاصل کرتا ہے اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ اور عزت والا شخص ہوتا ہے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حلال کے معنی ہیں: وہ جائز اور حلال کمائی جو ان ذرائع اور طریقوں سے حاصل کی جائے جنہیں شریعت نے درست قرار دیا ہے۔ ان میں امانت و دیانت سے تجارت ، کھیتی باڑی، صنعت و حرفت، مزدوری و ملازمت، حلال جانوروں کا شکار کرنا وغیرہ۔

کسب حلال کے لیے قرآن و سنت میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

۔حلال و جائز طریقوں سے روزگار حاصل کرنے والے سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور اس کے لیے دنیا و آخرت میں بڑا اجر رکھا ہے۔

۔قرآن وسنت نے حرام طریقوں سے روزگار کے حصول سے منع کیا ہے۔ اور ایسے شخص کے اس عمل کی سخت مذمت کی گئی ہے جو حرام طریقے اختیار کرتا ہے۔

حرام طریقوں میں سے چند یہ ہیں:

چوری، ڈاکہ زنی، سود، رشوت، دھوکہ بازی، جوا، سٹہ بازی، قبضہ گیری، مال میں ملاوٹ، ناپ تول میں کمی ، ذخیرہ اندوزی ، جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنا وغیرہ۔

۔حرام کمائی کرنے والے کے لیے قرآن و سنت میں سخت مذمت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ" اللہ جل شانہ اس شخص سے ناراض ہوتا ہے ، اس کو جنت سے محروم کردیا جائے گا۔

۔ حرام کھانے والے کی دعائیں اور عبادتیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے کسب میں حرام طریقوں سے اجتناب اور حلال اور جائز طریقے اختیار کریں۔ اس طرز عمل سے ہم دنیا میں سکون سے زندگی گزار سکیں گے اور معاشرہ بھی امن کا گہوارہ بن جائے گا اور آخرت میں بھی اللہ کے حضور سرخرو ہوں گے اور جنت کے حقدار بن سکیں گے۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۔کسب حلال کے موضوع پر ایک مختصرمضمون تحریر کر کے اپنے معلم /معلمہ کو دکھائیں۔

۔ کسب حلال کے فوائد کی فہرست /نکات بنا کر استاد کو دکھائیں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ کسب حلال کا مفہوم بتائیں۔

2۔ آمدنی کے حلال ذرائع بیان کریں؟

3. آمدنی کے ناجائز ذرائع میں سے کوئی بھی تین ذرائع ذکر کریں۔
4.کسب حلال کی اہمیت کے بارے میں کسی آیت یا حدیث کا مفہوم بیان کریں۔
5. کسب حلال کے معنی کیا ہیں؟

2. صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1. حلال کمائی کی تلاش فریضۂ عبادت کے بعد :
(الف)اہم فرض ہے (ب) سنت ہے (ج) ثواب ہے
(د) جائز ہے

2.حضرت آدم علیہ السلام:
(الف)تاجر تھے (ب) کاشت کار تھے
(ج) لوہار تھے (د) بڑھئی تھے

3. حضرت موسی علیہ السلام :
(الف) زرہیں بناتے تھے (ب) بکریاں چراتے تھے
(ج) تجارت کرتے تھے (د) کھیتی باڑی کرتے تھے

3. خالی جگہیں پر کریں۔

1. اگر کوئی شخص حرام ذریعہ اختیار کرے گا تو ظاہر ہے اس کا ---------دوسرے انسانوں کو ہوگا۔
2. اپنا کھانا حلال بناؤ تو تمہاری ہر-----قبول ہوگی۔
3. تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے قول و عمل کے ذریعے--------کی تعلیم دی اور تاکید کی۔
4. کسب کے لفظی معنی-----------کے ہیں۔

4. درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے (×) کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1. کسب حلال پر پلنے والی اولاد نیک و صالح ہوتی ہے۔ 2.حلال ذرائع آمدنی میں سے ایک چوری ہے۔ 3. حلال رزق کھانے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ 4. حلال ذرائع سے آمدنی حاصل کرنے والے کو اللہ تعالی کی خوشنودی نصیب ہوتی ہے۔		

5. کالم -1 کے الفاظ کو کالم -2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملا کر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1.حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم	تلواریں اور زرہیں بنایا کرتے تھے۔

2۔حضرت نوح علیہ السلام	بکریاں چراتے تھے۔
3۔حضرت ہود علیہ السلام	بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے۔
4۔ حضرت داؤد علیہ السلام	تجارت کیا کرتے تھے۔

ہدایات برائے اساتذہ

۔طلبہ و طالبات کے کمرۂ جماعت میں کسب حلال کے موضوع پر تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

۔مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں:

- ❖ کسب حلال سے کیا مراد ہے؟
- ❖ جائز ذرائع آمدنی سے کیا مراد ہے؟
- ❖ جائز ذرائع آمدنی کی برکات

3۔ نظم و ضبط اور قانون کا احترام:

Assessment جائزہ	Methodology طریقہ تدریس	SLOs حاصلات تعلم	Theme عنوان	نمبر شمار
1۔ زبانی طریقہ 2۔ تحریری طریقہ	۔تقریری طریقہ ۔ مشاہداتی طریقہ ۔ مکالماتی طریقہ ۔استاد قانون کے احترام کے بارے میں وضاحت کر کے طلبہ سے ان کے فوائد اور عمل درآمد نہ کرنے کے نقصانات کے بارے میں نکات کی صورت میں چارٹ بنوائے۔	۔ طلبہ نظم و ضبط اور قانون کےاحترام کے مفہوم و اہمیت کو جان سکیں گے۔ ۔روز مرہ زندگی میں نظم و ضبط اور قانون کے احترام پر عمل پیرا ہو سکیں گے۔	نظم و ضبط اور قانون کا احترام	1

نظم و ضبط کا مفہوم: نظم و ضبط سے مراد قانون اور قاعدے کی پاسداری کرنا ہے۔ فطرت کے اصولوں کے مطابق نہ تو کوئی فرد نظم و ضبط کی پابندی کیے بغیر کامیاب و کامران ہو سکتا ہے اور نہ کوئی قوم۔ وہی قوم کامیاب ہو سکتی ہے جو نظم و ضبط کی پاسداری کرے۔ کائنات کا پورا نظام نظم و ضبط کے ساتھ چل رہا ہے اور ہمیں نظم و ضبط کا درس دے رہا ہے۔ اللہ تعالی نے کائناتی نظام کے نظم و ضبط کی مثال دی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (38) وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (39) لا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (40) (يٰسٓ آیت 38-40)

ترجمہ: اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے۔ یہ غالب دانا کا اندازہ ہے۔ اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کردیں ، یہاں تک کہ وہ کجھور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے ۔ اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔
کائنات کا یہ نظام ہمیں نظم و ضبط کی اہمیت بتا رہا ہے اور یہ سمجھا رہا ہے کہ کسی بھی نظام کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے نظم و ضبط ضروری ہے۔

اسی طرح اسلام کا عبادتی نظام بھی ہمیں نظم و ضبط کا درس دیتا ہے۔ مقررہ اوقات میں نمازو ں کی ادائیگی ، خاص مہینے میں روزوں کی فرضیت ، پھر مقررہ وقت پر سحری و افطاری ، مقررہ وقت میں حج کی ادائیگی ، یہ ساری چیزیں ہمیں نظم وضبط کا پابند بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں اور ہماری معاشرتی زندگی کو متوازن بناتی ہیں۔

ایک طالب علم کے لیے نظم و ضبط کا خیال رکھنا نہایت ہی اہم ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ اس کے تمام کاموں کے اوقات مقرر ہوں۔ وقت پر سونا، وقت پر جاگنا، وقت پر اسکول پہنچنا، وقت پر کام کرنا، وقت پر کھیلنا، پھر اسکول میں رہتے ہوئے اسکول کے قوانین کی پابندی کرنا ۔ یونیفارم ، کمرۂ جماعت ، اسکول کی صفائی کا خیال ، کمرۂ جماعت میں شور و غل سے پرہیز، تعلیم پر توجہ، اساتذہ کے احکامات کی تعمیل ، لائبرری میں خاموشی سے مطالعہ کرنا وغیرہ ، یہ سب نظم و ضبط کے دائرے میں آتا ہے۔

اسی طرح ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے دائرۂ کار میں نظم و ضبط کا خیال رکھے۔ گھر میں رہتے ہوئے گھر کے اصول وقوانین کی پابندی کرنا ، گھر اور باہر کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ، رش کی جگہ پر دھکم پیل سے گریز کرنا، قطار بنانا، دفاتر میں اوقات کار اور اپنے فرائض کی ادائیگی کا خیال رکھنا، ٹریفک کے قوانین کا خیال رکھنا ، یوٹیلٹی بل وقت پر ادا کرنا وغیر ہ یہ ساری چیزیں نظم و ضبط کا حصہ ہیں۔ ہم انفرادی طور پر نظم و ضبط کا مظاہرہ کریں گے تو اجتماعی نظم و ضبط پیدا ہوگا ، کیوں کہ انفرادی نظم و ضبط ہی اجتماعی نظم و ضبط کو جنم دیتا ہے، جو معاشرے کی خوش حالی و سکون کا ضامن ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے نظم و ضبط کا خیال رکھیں۔

قانون کا احترام اور اس کے فوائد: کسی بھی حکومت کو چلانے کے لیے کچھ قاعدے اور ضابطے مقرر کیے جاتے ہیں۔ ان قاعدوں اور ضابطوں کو قانون کہتے ہیں۔ قانون کی پابندی کرنا ہر شہری کا فرض ہوتا ہے۔ قانون پر عمل کرنے کی صورت میں ہر شہری کو اپنا حق ملتا ہے ، ملک پورے نظم و ضبط کے ساتھ چلتا ہے اور معاشرے میں امن و سکون ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی ملک میں قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہو ، ہر شخص اپنی مرضی چلا رہا ہو، تو وہاں افراتفری پھیل جاتی ہے۔ پھر نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے ، نہ مال اور نہ عزت محفوظ رہتی ہے، نہ مذہب۔ معاشرے میں

بے چینی اور اضطراب پھیل جاتا ہے اور ایسی ریاست کو نہ مہذب ریاست کہا جا سکتا ہے اور نہ ترقی یافتہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے دور میں قانون کا جو احترام تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بحیثیت سربراہ مملکت منبر پر یہ اعلان کیا تھا کہ:

"اگر کسی کا کوئی بھی حق میرے اوپر ہے تو مجھ سے لےلے"۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قانون کے نفاذ کے حوالے سے چھوٹے بڑے ، امیر و غریب، سیاہ و سفید، عربی و عجمی کا کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۔ نظم و ضبط سے مراد قانون اور قاعدے کی پاسداری کرنا ہے۔ کائنات کا منظم نظام اور ہمارا عبادتی نظام ہمیں نظم و ضبط کی پابندی کا درس دیتا ہے۔ کسی بھی قوم کی تہذیب و شائستگی اس کے نظم و ضبط سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ نظم و ضبط کی پاسداری کرنے والی قوم ہی ترقی و عروج کی منازل طے کر سکتی ہے۔ کسی بھی حکومت کو چلانے کے لیے کچھ قاعدے اور ضابطے مقرر کیے جاتے ہیں ۔ ان قاعدوں اور ضابطوں کو" قانون" کہتے ہیں۔ قانون کی پابندی کرنا ہر شہری کا فرض ہوتا ہے۔ قانون کی پابندی سے ہی ہر شہری کی جان و مال اور عزت محفوظ رہ سکتی ہے۔ اسلام جس طرح اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیتا ہے ، اسی طرح نظم و ضبط اور عوامی مفاد کے لیے بنائے گئے قوانین کی پابندی کا بھی حکم دیتا ہے۔

ہمارا فرض: ایک مسلمان اور اچھا شہری ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے کہ اسلام کے اصولوں کی پاسداری کریں اور ملکی قوانین کا احترام کریں ۔اسی طرح ایک اچھا اور مہذب معاشرہ تشکیل پائے گا۔ جن معاشروں میں لاقانونیت ہوتی ہے وہاں کا امن و سکون برباد ہو جاتا ہے ۔ قانون پر عمل درآمد کروانے والوں کا بھی فرض ہے کہ وہ کسی کو بھی قانون سے بالاتر نہ سمجھیں ۔ قوانین کا اطلاق سب پر یکساں ہو۔ اس میں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رضامندی بھی ہے تو ملک اور قوم کی فلاح بھی۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۔نظم و ضبط اور قانون کے احترام کا مفہوم اور اس کی اہمیت ایک دوسرے کو سنائیں۔

۔ "قانون کے احترام سے معاشرہ بگاڑ سے بچ سکتا ہے "کلاس روم میں اس پر مباحثہ کرائیں۔

۔ طلبہ و طالبات ان قوانین کی فہرست بنائیں جن کی پابندی کرتے ہیں۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ نظم و ضبط سے کیا مراد ہے؟

2۔ قانون کے احترام کا کیا مطلب ہے؟

3۔ سورۃ یس کی آیات ہمیں کس چیز کا درس دے رہی ہیں؟

4۔ اسلام کا عباداتی نظام ہمیں کیا درس دیتا ہے؟

2۔ خالی جگہیں پر کریں۔

1۔ اسلام کا عباداتی نظام ہمیں ---------کا درس دیتا ہے۔

2۔کسی بھی حکومت کو چلانے کے لیے جو قاعدے اور ضابطے مقرر کیے جاتے ہیں ، انہیں ---------کہا جاتاہے۔

3۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اگر کسی کا کوئی بھی حق میرے اوپر ہے تو وہ ---------سے لے لے ۔

4۔ اچھے شہری کا فرض ہے کہ وہ ملکی ---------کا احترام کرے۔

3۔ صحیح جواب پر (✓)کا نشان لگائیں۔

1۔ قانون کی پابندی کرنا ہر شہری کا:

(الف) فرض ہوتا ہے۔ (ب) حق ہوتا ہے۔ (ج) کام ہوتا ہے۔
(د) ملک پر احسان ہوتا ہے ۔

2۔ ہم انفرادی طور پر نظم و ضبط کا مظاہرہ کریں گے تو:

(الف) اجتماعی نظم و ضبط پیدا ہوگا ۔ (ب) اجتماعی کامیابی ہوگی۔

(ج) اجتماعی بھلائی ہوگی۔ (د) اجتماعی ترقی ہوگی۔

3۔ "اور سورج اپنی مقرر جگہ پر چلتا رہتا ہے" یہ ترجمہ لیا گیا ہے:

(الف) سورۃ الرحمن سے (ب) سورۃ یس سے

(ج) سورۃ الاخلاص سے (د) سورۃ الانشراح سے

4۔ قانون پر عمل کرنے کی صورت میں ملک چلتا ہے:

(الف) بد نظمی کے ساتھ (ب) افراتفری کے ساتھ

(ج) نظم و ضبط کے ساتھ (د) حقوق کی ادائیگی کے ساتھ

4۔ کالم-1 کے الفاظ کو کالم-2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملا کر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1۔حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم قانون کے نفاذ کے حوالے سے 2۔ طالب علم کے لیے نظم و ضبط کا خیال رکھنا 3۔ قوانین کا اطلاق سب پر 4۔ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے دائرۂ کار میں	نہایت اہم ہے۔ یکساں ہو۔ نظم و ضبط کا خیال رکھے۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب، سیاہ سفید کا کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

5۔ مندرجہ ذیل عبارات مکمل کریں۔

1۔ ہمارا فرض ہے کہ ملکی قوانین کا ------------------------------

2۔ ایک طالب علم کے لیے نظم و ضبط کا خیال رکھنا-----------------------

3۔ نظم و ضبط سے قانون اور قاعدے کی---------------------------

4۔ قانون کی پابندی کرنا ہر شہری کا------------------------------

5۔ کائنات کا پورا نظام -------------------------------------

ہدایات برائے اساتذہ

۔ طلبہ و طالبات کے سامنے نظم وضبط اور قانون کا احترام کرنے کے بارے میں بزرگان دین کی زندگی سے کچھ مزید مثالیں بیان کریں۔

۔ مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں۔

- ❖ قانون کا احترام کیوں ضروری ہے؟
- ❖ قانون کے احترام کے فوائد
- ❖ قانون کی خلاف ورزی کے نقصانات

باب پنجم : ہدایت کے سرچشمے/ مشاہیر اسلام

تعارف

انسانوں میں کچھ ایسے انسان ہوتے ہیں جو مضبوط ایمان، اعلی اخلاق ، بلند کردار ، بڑی ہمت، عظیم حوصلے ، نہایت بہادری اور جرئت کے مالک ہوتے ہیں۔ جو اپنی فکری، علمی، دینی، سیاسی اور سماجی خدمات کے حوالے سے دوسرے انسانوں کے لیے بہترین نمونہ اور مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے سوانحی حالات اور کارناموں کو پڑھنے سے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ۔ لوگ انہیں اپنا نمونۂ عمل سمجھ کر ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور اسی میں اپنی سعادت اور کامیابی سمجھتے ہیں۔

ایسی شخصیات میں سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیات بھی ہیں۔

مقاصد

اس باب میں جن عظیم شخصیات کا تعارف اور سوانحی حالات و خدمات بیان کی گئی ہیں ، ان کا مقصد یہ ہے کہ ہماری نئی نسل ان شخصیات کے حالات اور کارناموں سے واقف ہو سکےاور اپنے اندر ان کے لیے محبت کے جذبات پیدا کر سکے اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنا مستقبل سنوار سکے۔

(1) حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

Assessment جائزہ	Methodology طریقۂ تدریس	SLOs حاصلات تعلم	Theme عنوان	نمبر شمار
1- زبانی طریقہ 2- تحریری طریقہ	۔ تقریری طریقہ ۔سوال و جواب کا طریقہ ۔ استاد طلبہ سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبہ کے بارے میں مکالمہ کرائے اور نکات کی صورت میں تحریر کرائے۔	۔ طلبہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی ، مقام و مرتبہ اور ان کے خصائل جان سکیں گے۔ روز مرہ زندگی میں ان کی سیرت و کردار کا اتباع کر سکیں گے ۔	حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	1-

ولادت: مستند روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی ، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عمر پینتیس (35) سال تھی اور آپ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے سب سے چھوٹی تھیں۔

القاب: آپ کے کئی القابات تھے، جن میں سے "سیدۃ نساء اھل الجنۃ"، "سیدۃ نساء العالمین"، " زہراء"، "بتول"، اور "طاہرہ" مشہور ہیں۔

بچپن اور ابتدائی حالات: بچپن ہی سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی فطرت میں بہت زیادہ سنجیدگی اور سادگی تھی۔ کھیل کود میں ان کا جی نہیں لگتا تھا اور نہ ہی اپنے قبیلے کے گھروں میں جانا پسند کرتی تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنے والدین کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی یہ سادگی ، فہم اور عقلمندی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو بے حد پسند تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان کو بتول (دنیا سے قطع تعلق کرنے والی) کہا کرتے تھے۔ ان کی پرورش ا ور تربیت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے گھر کے مبارک ماحول میں ہوئی اور اپنی والدہ محترمہ کی نگرانی میں سن شعور کو پہنچیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم اگرچہ دن رات اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مصروف رہتے تھے تاہم آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان کے لیے خصوصی وقت نکال لیا کرتے تھے۔

شادی: ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے طے کردی۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ان دنوں بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ان کے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ہدایت کے مطابق انہوں نے اپنی زرہ چار سو اسی درہم میں بیچ دی جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید لیا اور پھر یہی زرہ بطور ہدیہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو واپس دے دی۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے زرہ کی رقم سے شادی کا انتظام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا اور آپ رضی اللہ عنھا کی مہر چار سو درہم چاندی مقرر کی اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ یوں سن 2 ہجری میں غزوۂ بدر کے کچھ عرصے بعد آپ رضی اللہ عنھا نہایت سادگی کے ساتھ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شخصیت و فضائل: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نہایت عمدہ عادات و خصائل کی مالکہ تھیں۔ وہ بہت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ وہ اپنے گھر کے تمام کام کاج خود انجام دیتیں اور اس دوران ذکر الٰہی میں مشغول رہتیں۔ اگرچہ وہ خود کئی کئی دن فاقے سے ہوتیں لیکن

سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتیں۔ آپ ہمیشہ سے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے ، بول چال، لباس اور اپنے تمام انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی پوری پیروی کرتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں تمام حرکات و سکنات میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو پایا۔ جب آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان کا استقبال فرماتے، انہیں "مرحبا" کہتے اور بڑی عزت کے ساتھ انہیں اپنے قریب بٹھاتے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہا نہایت ہی ادب اور پرتپاک انداز میں آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے ملتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ: "فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں، جس نے اسے خوش کیا تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے اسے ناراض کیا تو اس نے مجھے ناراض کیا۔" حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جب سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں جس سے مل کر جاتے وہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس سے ملتے وہ بھی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہی ہوتیں۔
ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء کے گھر گئے تو دیکھا کہ وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر ذکر الٰہی جاری ہے۔
انہوں نے جو لباس زیب تن کیا ہوا تھا اس پر کئی پیوند لگے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر بنی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "فاطمہ ! دنیا کی تکلیف کا صبر سے مقابلہ کرو اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کرو۔ اللہ تعالی تمہیں اس کا اچھا اجر دے گا"۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم ، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ہوئے ، جب دسترخوان بچھایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا:

"یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوادو، وہ کئی دنوں سے فاقے سے ہے"۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتیں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی خبر گیری میں پیش پیش رہتی تھیں ۔ غزوۂ احد کے موقعے پر جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے زخمی ہونے کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا بہت غمزدہ ہوئیں اور فوراً لڑائی کے میدان میں پہنچ گئیں اور اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے زخموں کو دھویا ، پیشانی کے زخم سے خون

بند نہیں ہو رہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے کھجور کی چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھر دی جس سے خون رک گیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے آپ رضی اللہ عنہا ہی کی اولاد کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی نسل کو باقی رکھا، جب کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بیٹے تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے اور باقی بیٹیوں کی اولاد زندہ نہ رہی۔

اولاد: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پانچ اولادیں تھیں ، جن کے نام یہ ہیں: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ ، حضرت محسن رضی اللہ عنہ ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔

وفات: نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بہت غمگین رہنے لگیں تھیں ، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے وصال کے صرف چھ ماہ بعد 3 رمضان المبارک 11 ہجری کو تقریبا انتیس (29)سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا گئیں اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بہت اچھی تربیت فرمائی تھی۔ وہ مکی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تکالیف میں آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نہایت پاکباز ، عبادت گزار اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے خاوند اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کے فرزند تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کی بیٹیاں تھیں ۔ ان کی عبادت ، تقوی، پرہیزگاری اور عمدہ اخلاق قابل تقلید ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شخصیت پر ایک مضمون لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیں۔

-حضرت فاطمۃ الزہراء کے القاب خوش خط تحریری کریں۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہاکی ولادت کب ہوئی؟

2۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام کیا تھا؟

3۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے القاب بتائیں؟

4۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام بتائیں ؟

5۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کے نام بتائیں۔

2. صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ حضرت فاطمۃ بتول رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھیں:

(الف) پہلی اولاد (ب) دوسری
(ج)تیسری (د) سب سے چھوٹی

2۔ ایک مستند روایت کے مطابق حضرت فاطمۃ الزہراء کی پیدائش کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی عمر تھی:

(الف) 35 سال (ب) 45 سال (ج) 40 سال
(د) 50 سال

3۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا کی وفات کے وقت عمر مبارک تھی:

(الف) تقریباً 24 سال (ب) تقریبا 29 سال
(ج) تقریبا 34 سال (د)تقریبا 39 سال

4۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا:

(الف) یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھجوادو (ب) حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھجوادو

(ج) یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوا دو (د) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو بھجوادو

3. خالی جگہیں پر کریں۔

1۔حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اگرچہ خود کئی کئی دن فاقے سے ہوتیں لیکن کسی ---------کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتیں۔

2۔ سن ------ہجری میں آپ رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔

3۔ جنگ احد میں حضرت ------نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے زخموں پر رکھی تھی۔

4۔ درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1۔اللہ تعالی نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نسل کو باقی رکھا۔		
2۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس شادی کے وقت ایک گھوڑا اور ایک زرہ تھی، آپ نے زرہ بیچ کر شادی کا انتظام کیا۔		
3۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا تھا۔		

5۔ کالم-1 کے الفاظ کو کالم-2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملا کر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پیدائش بعثت نبوی سے	جن میں سے ایک "سیدۃ نساء اھل الجنۃ"ہے۔
2۔ "بتول" کے معنی ہیں	
3۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کئی القابات تھے،	میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔
	پانچ سال قبل ہوئی۔
4۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	دنیا سے قطع تعلق کرنے والی ۔

ہدایات برائے اساتذہ

۔ طلبہ و طالبات کو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔

۔ مندرجہ ذیل عنوانات پر طلبہ و طالبات سے مختصر مضمون تحریر کرائیں:

- حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شخصیت ، القاب، شادی اور اولاد۔
- حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا رتبہ و مقام۔
- حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کردار کی خوبیاں۔

(2) حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی رحمۃاللہ علیہ

Assessment جائزہ	Methodology طریقۂ تدریس	SLOs حاصلات تعلم	Theme عنوان	نمبر شمار
1- زبانی طریقہ 2- تحریری طریقہ	-تقریری طریقہ - سوال و جواب کا طریقہ	طلبہ حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور ان کے مجاہدانہ خدمات سے آگاہ ہو سکیں گے۔	حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی رحمۃ اللہ علیہ	1-

ولادت: مخدوم نوح کا اصل نام مخدوم لطف اللہ تھا ، لیکن مخدوم نوح سرور کے نام سے ایسے معروف ہوئے کہ لوگ اصل نام ہی بھول گئے۔ آپ کی ولادت سنہ 911 ہجری بمطابق 1506 ء میں ہالا کنڈی کے گاؤں "توری" میں ہوئی۔ ان کے والد ماجد کا نام مخدوم نعمت اللہ تھا ، جو سہروردی سلسلے کے صوفی بزرگ تھے اور ان کے بھی کئی معقتدین اور مریدین تھے۔ مخدوم نوح رح کے جد امجد حضرت فخرالدین "کبیر" ڈیرہ غازی خان، پنجاب کے کسی گاؤں سے ہجرت کرکے بوبک ، سیہون میں آ کر آباد ہوئے۔ پھر وہاں سے کافی عرصے کے بعد ان کے پوتے مخدوم فخر الدین "صغیر" ہجرت کرکے سندھ کے ہالا کنڈی ، ہالا میں آ کر سکونت اختیار کی جہاں ان کا مزار ہے۔

سندھ کے مشہور و معروف شاعر اور ادیب مخدوم محمد زمان "طالب المولی" ان کے ہی خاندان سے ہیں۔

مخدوم نوح سرور ؒ نے ابتدائی تعلیم ہالا کنڈی کے مشہور استاد اور عالم مخدوم شاہ ڈنو (وفات 1572 ء)سے حاصل کی، جن کا مزار ہالا پرانا میں واقع ہے۔

مخدوم نوح سرورؒ بر صغیر کے بہت بڑے عارف باللہ، استاد، روحانی مرشد اور سہروردی و اویسی سلسلے کے صوفی بزرگ مانے جاتے ہیں۔ روایات کے

مطابق ، ان کا سلسلۂ نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔
مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک اپنا شجرۂ نسب زبانی بتایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو "صدیقی" بھی کہا جاتا ہے۔

مخدوم نوح سرور کی علمی اور دینی خدمات: مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ بر صغیر کے پہلے سندھی عالم تھے جنہوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا، جو اس وقت کی سرکاری زبان تھی۔ مخدوم صاحب کے زمانےمیں سندھ پر ارغونوں اور ترخانوں نے حکومت کی ، جن کی سرکاری زبان فارسی تھی۔ اس سے ان کی عربی اور فارسی زبانوں میں مہارت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہےمخدوم صاحب سے ایک نئے صوفی سلسلے" سروریہ" کا آغاز ہوا۔ وہ اپنے دور میں اسلام کے بہت بڑے داعی اور مبلغ تھے۔ ان کی خانقاہ میں دور دراز سے صوفی اور درویش آ کر ان سے کسب فیض کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی خانقاہ میں اپنے خطبات، وعظ و نصیحت کی مجالس اور اقوال و ارشادات کی محافل کے ذریعے اسلام کے آفاقی پیغام کو پھیلایا۔ یہاں کے لوگوں تک اسلام کا اصل پیغام پہنچانے کے لیے انہوں قرآن مجید کا اس دور کی زبان یعنی فارسی میں ترجمہ کیا جو زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ مخدوم کی صوفیانہ تعلیمات اورافکار سے بہت سارے لوگ متاثر ہو کر ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اور سروری کہلائے۔ ان کے مریدین سندھ، پنجاب اور ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے ہزاروں مریدین میں سے شاہ عبد الکریم بلڑی والے بڑے مشہور ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس علاقے کے علما بھی حاضر ہوتے تھے اور ان سے علم و عرفان حاصل کرتے تھے، اس سے بھی ان کے علمی مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وقت کے حکمران جیسے مرزا محمد باقی بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

مخدوم نوح سرور کی شاعری: انہوں نے سندھی زبان میں شاعری بھی کی، جس میں انہوں نے اپنے لیے ”جوگی“ کا تخلص استعمال کیا۔ انہوں نے آسان زبان میں شاعری کی، جس میں انہوں اسلامی صوفیانہ تعلیمات کو پیش کیا ۔

مخدوم نوح کا زہد و تقویٰ: ان کی ساری عمر محبت الٰہی اور ذکر خداوندی میں گذاری۔ اسلامی احکامات کے بہت بڑے پابند تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے کبھی با جماعت نماز نہیں چھوڑی۔ وہ لوگوں کو کلمہ طیبہ کا ذکر تلقین کرتے تھے۔

وفات: ان کی سنہ 998 ہجری بمطابق 1589 ء میں وفات ہوئی اور ہالا میں تدفین ہوئی۔ ان کا مزار سرور نوح کے نام سے ہالا میں معروف ہے، جہاں ہر سال ملک کے طول وعرض سے ہزاروں زائرین آتے ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ و طالبات:

طلبہ و طالبات ایک دوسرے کو مخدوم نوح سرور رح کی زندگی کا مختصر احوال کہانی کی صورت میں سنائیں۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

1. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام کیا تھا ؟

2. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام بتائیں۔

3. فارسی زبان میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ کس نے کیا؟

4. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کس شہر میں واقع ہے؟

5. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا سن وفات کیا ہے؟

2. صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔مخدوم نوح سرور ؒ کا شجرۂ نسب ملتا ہے:

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے (ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

(ج) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (د) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

2. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا مزار واقع ہے:

(الف) ہالا میں (ب) سکھر میں (ج) حیدرآباد میں (د) کراچی میں

3. مخدوم صاحب سے ایک نئے صوفی سلسلے کا آغاز ہوا:

(الف) قادریہ کا (ب) چشتیہ کا (ج) سروریہ کا (د) اویسیہ کا

4. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ بر صغیر کے پہلے سندھی عالم تھے جنہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا:

(الف) فارسی زبان میں (ب) سندھی زبان میں
(ج) اردو زبان میں (د) سرائیکی زبان میں

3. خالی جگہیں پر کریں:

1. مخدوم صاحب کے زمانےمیں سندھ پر ---------------------------- نے حکومت کی۔
2. انہوں نے شاعری بھی کی، جس میں انہوں نے اپنے لیے-------------کا تخلص استعمال کیا ۔
3. مخدوم صاحب سے ایک نئے صوفی سلسلے------------- کا آغاز ہوا۔
4. ان کا سلسلۂ نسب --- سے ملتا ہے۔
4. درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط جملوں کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

جملے	درست	غلط
1. ارغونوں اور ترخانوں کے دور حکومت میں سندھ کی سرکاری زبان فارسی تھی۔ 2. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام مخدوم نعمت اللہ تھا۔ 3. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کا مزار روہڑی میں واقع ہے۔ 4. مخدوم محمد زمان طالب المولی، مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھے۔		

5. کالم-1 کے الفاظ کو کالم-2 کے مناسب الفاظ کے ساتھ ملا کر جملے مکمل کریں۔

کالم-1	کالم-2
1. مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ	بہت بڑے داعی اور مبلغ تھے۔
2. وہ اپنے دور میں اسلام کے	دیار عرب سے ہجرت کرکے پنجاب کے مشہور شہر ڈیرہ غازی خان کے ایک گاؤں میں آ کر آباد ہوئے ۔
3. انہوں نے اپنے خطبات، وعظ و نصیحت کی مجالس	وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔
4. مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت فخرالدین ”کبیر“	اور اقوال و ارشادات کی محافل کے ذریعے اسلام کے آفاقی پیغام کو پھیلایا۔

ہدایت برائے اساتذہ

-اساتذہ مخدوم نوح سرور رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ قرآن کے بارے میں طلبہ و طالبات کو مزیدتفصیل سے بتائیں۔

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد　　کِشورِ حَسِین شاد باد
تُو نِشانِ عزمِ عالی شان　　ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام　　قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت　　پایندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہِلال　　رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال　　جانِ اِستقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال